دینی، دعوتی، علمی، ادبی، تحقیقی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ نقوش اسلام

Issue.No .7 | ستمبر ۲۰۰۷ء (September, 2007) رمضان ۱۴۲۸ھ | VOL.No.2

زیر سرپرستی

- مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
- ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسارپوری
- عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم رائے پوری

مجلس مشاورت

- مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
- مولانا محمد عامر صدیقی ندوی
- مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی
- مولانا محمد صالح جی
- مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
- مولانا حافظ محمد ایوب کاڑوا
- الحاج موسیٰ بھائی درسوت
- مولانا محمد اختر قاسمی

مجلس ادارات

- مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی
- مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری
- مولانا حمید اللہ قاسمی کبیرنگری
- مولانا محمد نظام الدین ندوی

چیف ایڈیٹر
محمد مسعود عزیزی ندوی

مدیر انتظامی
حافظ عبدالستار عزیزی

مدیر معاون
ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

NAKUSHE ISLAM
MUZAFFARABAD.SAHARANPUR.**247129**
(U.P)INDIA.Ph.0132.2775452.Cell.09719831058

ماہنامہ ”نقوش اسلام“ مظفرآباد، سہارنپور 247129 (یوپی) انڈیا

شرح خریداری

ہندوستان کے لیے
فی شمارہ........................۱۰/روپے
سالانہ........................۱۰۰/روپے
خصوصی ۳۰۰۰/روپے
ایشیائی، یورپی افریقی وامریکی ممالک کے لیے ۲۰ ڈالر

PRINTER, PUBLISHER AND OWNER MOHD.MASOOD AZIZI NADVI
PRINTED BY UNION PRINTING PRESS DEOBAND SAHARANPUR PUBLISHED AT
VILL& P.O.MUZAFFARABAD DISTT.SAHARANPUR (U.P) EDITOR:MOHD.MASOOD AZIZI NADVI

npage24\A017 not found. Border\BISMIL01\001. not found. npage24\A017 not found.

اس شمارے میں

عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ		۳
زبان یارتر کی وتر کی نمی دانم	محمد مسعود عزیزی ندوی	
محاسن اسلام		۵
یتیموں کی کفالت قرآن وحدیث......	مولانا محمد عامر ندوی،کویت	
تاریخ کے دامن سے		۸
علامہ نصیرالدین طوسی..................	محمد زکریا ورک (کینیڈا)	
مراحل زندگی		۱۲
روشن مستقبل کا جوان	ڈاکٹر سیف راشد جابری دبئ	
سیرت وکردار		۱۵
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	محمد مسعود عزیزی ندوی	
جائزہ		۲۸
رمضان المبارک کا مہینہ............	حمید اللہ قاسمی کبیر نگری	
مکتوبات اکابر		۳۱
حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسار پوری	محمد مسعود عزیزی ندوی	
تعارف مرکز		۳۵
احوال وکوائف	حافظ عبدالستار عزیزی	
تبصرے		۴۶
نئ کتابوں پر تبصرہ	محمد مسعود عزیزی ندوی	
اشتہارات	ادارہ	۴۷
حالات حاضرہ		۴۸
عالمی خبریں	حافظ عبدالستار عزیزی	

اعتذار

(۱) قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ادارہ نے گزشتہ ماہ یہ اعلان شائع کیا تھا کہ ستمبر واکتوبر کا شمارہ مشترک ہوگا، مگر ادارہ بعض سرکاری وجوہ کی بنا پر ستمبر کا تنہا شمارہ شائع کر رہا ہے۔

(۲) نقوش اسلام میں سرکاری کارروائی کی بنا پر اس مرتبہ انگریزی میں Nakushe Islam اس طرح لکھا گیا ہے، جو اردو املا کے حساب سے صحیح نہیں ہے۔ (ادارہ)

ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے لئے شرح اشتہار

ٹائٹل صفحہ آخر رنگین	(فل سائز)...........	۳۰۰۰
,, ,, اول اندرونی	,, ,, ...	۲۵۰۰
,, ,, آخر اندرونی	,, ,, ...	۲۰۰۰
صفحہ اندرونی	(فل سائز)	۱۰۰۰
آدھا صفحہ اندرونی	....	۶۰۰
¼ صفحہ ,,	....	۴۰۰

E.mail:masood_azizi@rediffmail.com --------- nuqooshe_islam@yahoo.co.in

پرنٹر پبلیشر محمد مسعود عزیزی ندوی نے یونین آفسٹ پریس دیوبند میں طبع کرا کے دفتر ماہنامہ نقوش اسلام مظفر آباد سے شائع کیا

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر، مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)

اداریہ

زبان یار ترکی وترکی نمی دانم

محمد مسعود عزیزی ندوی

آج کل عام اردو اخبارات وجرائداور رسائل میں جب کوئی شخص دعوتی واصلاحی مضمون لکھتا ہے، یا ملک وقوم کے حالات سے متاثر ہوکر کوئی مراسلہ تحریر کرتا ہے، تو وہ اپنے دروں کی ترجمانی بڑے جذباتی، ہمدردانہ، مخلصانہ، داعیانہ اور اصلاحانہ بلکہ مربیانہ اور بعض مرتبہ ناقدانہ انداز میں کرتا ہے اور اپنے موقف کی پرزور وکالت اور وضاحت کرتا ہے، اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے دل نکال کے رکھ دیا، اور میں نے جس فصیح وبلیغ انداز واسلوب میں یہ بات کہی ہے، اس سے زیادہ کی مجھ میں طاقت نہیں، اور وہ یہ بھی خیال کرتا ہے کہ اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے، یا اس مشورہ پر عمل کرلیا جائے، یا اس مطالبہ کو پورا کیا جائے یا اس نقد کو قبول کرلیا جائے، تو مخاطب صحیح کردار ادا کرسکتا ہے، اور اس تحریر کا مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔

مگر اردو قلمکار یا کوئی دوسری علاقائی زبان کا بولنے اور لکھنے والا یہ بھول جاتا ہے کہ جس کو ہم اپنی تحریر یا مضمون میں مخاطب بنارہے ہیں وہ خود یا اس کے کارندے اس زبان کو سمجھتے بھی ہیں یا نہیں، عام طور سے وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے یا اس لیے کہ مضمون فلاں اخبار یا رسالہ میں چھپ جائے اور واہ واہ ہوجائے اس لیے لکھتا ہے، یا اگر واقعی اس میں ہمدردی اور اصلاحی جذبہ ہے بھی، تو یہ بے سود ہے، کیونکہ مخاطب جب آپ کی زبان اور آپ کی بات نہیں سمجھ رہا ہے، تو یہ بھینس کے آگے بین بجانے کے مرادف ہے، اس لیے کہ آپ کے سامنے والا تو انگریزی جانتا ہے یا عربی زبان جانتا ہے یا فرنچ جانتا ہے یا اسی طرح اور کوئی زبان جانتا ہے تو پھر اس کے لیے آپ کی تحریر بے فائدہ ہے، آپ ہی جیسے اس کو پڑھیں گے، مگر ان کے پڑھنے سے مقصد حاصل نہیں ہوگا اور نہ ہی مسئلہ کا حل ہوگا۔

اس لیے ایسے مراسلہ نگار اور مضمون نگار لوگوں سے ہماری یہ درخواست ہوگی- اور شاید ہماری اس بات سے سب کو اتفاق بھی نہ ہومگر ہم بغیر معذرت کے عرض کرتے ہیں- کہ اپنی ایسی تحریروں کو جن میں ضمیر کی آواز ہو اور مخاطب انگریزی جاننے والا ہو، تو اپنی تخلیق یا اپنے افکار کا انگریزی میں ترجمہ کراکے انگریزی اخبارات ومیگزینوں کو بھیجا جائے اور اگر مخاطب عربی جاننے والا ہے تو عربی میں ترجمہ کراکے اس کو عربی اخبارات وجرائد میں بھیجا جائے، اس پر شاید کوئی یہ سمجھے کہ انگریزی کے اعلی معیار کے اخبارات ہماری بات کیونکر شائع کریں گے، یہ بات اس مادیت اور مفاد پرستی، مصلحت بینی اور عصبیت اور جانبدارانہ دور میں سمجھ میں آسکتی ہے مگر مشکلے نیست کہ آساں نشود، مرد باید کہ ہراساں نشود، ہر مشکل آسان ہوسکتی ہے، شرط یہ ہے کہ آدمی ہراساں نہ ہو، ان اخبارات اور رسائل کے ذمہ داران کو اتنا مجبور کردیا جائے کہ وہ آپ کی تحریریں چھاپنے کے لیے آمادہ ہوجائیں، اور پھر آپ کی جو آواز اس وقت صدا بصحراء یا بے فائدہ ثابت ہوتی ہے اور اپنے ہی ہم زبان لوگوں کی سمع خراشی کرتی ہے، وہ متعدی ہوکر نافع ہوجائے

مثال کے طور پر اس وقت ہمارے بہت سے قلمکار حضرات اردو اخبارات میں امریکہ اور بش کی غلط حرکتوں کے خلاف لکھتے ہیں، یا اس کو اخلاقی دعوت دیتے ہیں، تو ان کے صریر خامہ کی وہاں تک رسائی اور گونج ہی نہیں ہوتی، اسی طرح کسی عرب حکمراں کو کوئی پیغام یا دعوت دی جاتی ہے، تو وہ بھی ان تک نہیں پہنچتی کیونکہ وہ اس زبان سے ناواقف ہیں، اس لیے اس کا کوئی فائدہ نہیں، اس سے بھی انکار نہیں کہ یہ کام آسان نہیں بلکہ بہت مشکل ہے، مگر وسائل وترقی کے اس زمانہ میں اصحاب ثروت ورسوخ کے لیے کوئی مشکل بھی نہیں۔

اس لیے ہماری باہمت اور باصلاحیت اور باتوفیق قلمکاروں سے گزارش ہے کہ جب بھی وہ کوئی اہم عالمگیر پیغام یا دعوت اپنے مضمون میں دینا چاہیں تو وہ اس کی بھی کوشش کریں کہ اس مضمون کا انگریزی یا عربی میں ترجمہ کرا کر ان زبانوں کے اخبارات ورسائل کے مدیران تک ضرور پہنچائیں اور آج کل یہ عمل انٹرنیٹ وغیرہ پر بہت ہی آسان ہے، گوکہ اردو زبان دنیا میں بولی جانے والی انٹرنیشنل زبانوں میں تیسرے نمبر پر ہے، مگر دنیا کا صاحب اقتدار طبقہ اکثر اس پیاری عالمگیر زبان سے نابلد ہے، اس لیے ان کو انہیں کی زبان میں مخاطب کیا جائے ورنہ تو یہ معاملہ ہوگا کہ دوست کی زبان ترکی ہے اور میں ترکی نہیں جانتا، زبان یار ترکی وترکی نمی دانم۔

\CLIPS\ not found

\CLIPS\ not found

ایک قدیم دینی درسگاہ

برادانِ ملت! مغربی یوپی کا یہ معروف مدرسہ انوارالقرآن نعمت پور حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ کے ہم سبق حضرت قاری عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مساعیٔ جمیلہ سے پہلی شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ کو ۶/بسوئے آراضی پر بشکل چھپر شروع ہوا تھا، اب اس کا دائرہ کار بفضلہٖ تعالی ۵۰۰و۱۰۱/مربع گز آراضی کو محیط ہے، جس میں زیرِ تعمیر دومنزلہ مسجد ۵۲/کمرے اور ۱۱/شعبہ جات ہیں، ۳۰/پختہ کار افراد کا سرگرم عملہ، ۶۰۰/سے زائد طلباء اور طالبات کی معیاری تعلیم وتربیت میں مشغول ہے، ۴۵۰/نادار طلبہ کے جملہ مصارف کا مدرسہ کفیل ہے، فارسی، عربی تا سال چہارم، قرآن کریم حفظ وناظرہ مع ترتیل واجراء، مسائل دینیہ نیز اردو، ہندی، انگلش کی تعلیم درجہ پانچ تک مثالی ہو رہی ہے، اس سال ۶۴/طلباء اور طالبات نے تکمیل نصاب کیا ہے، ۵۷۰۰/نونہالان اسلام تاہنوز فیض پا چکے ہیں، دعوت وتبلیغ کا مستقل شعبہ ہے، کتب خانہ میں (۷۰۰۰) سات ہزار کتابوں کا علمی ذخیرہ ہے، رواں سال کے مصارف کا تخمینہ ۳۵/لاکھ روپئے اور ۶۵۰/کوئنٹل اجناس ہے۔

محبان ملت! انوارالقرآن بحسن انتظام ۶۲/سال سے ملک وملت کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے، ذریعۂ آمدنی برادران اسلام کا عمومی اور غیر مستقل چندہ ہے، سلف صالحین نے اہل خیر حضرات سے اس کی خدمت واعانت کی بالخصوص سفارش کی ہے، اس لیے تمام دردمندان اسلام سے گزارش ہے کہ مدرسہ ہذا کی جملہ مدات سے بھرپور مالی امداد فرمائیں، غلہ کی خریداری اور زیر تعمیر مسجد کے بقیہ کاموں کی تکمیل کے لیے بھی خالص عطیات دستی یا ڈاک سے ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

نوٹ: ✿ ڈاک سے امداد کرنے والے احباب مد کی وضاحت اور اپنا مکمل پتہ خوش خط لکھیں۔ ✿ چیک ڈرافٹ پر صرف ''مدرسہ انوارالقرآن نعمت پور'' لکھنا کافی ہے۔ ✿ اکاؤنٹ نمبر (P.N.B) کی برانچ برولی (Baroli) ضلع سہارنپور میں ۲۷۰/اور کوڈ نمبر ۳۷۲۴/ہے ✿ دفتر رابطہ مدارس عربیہ دارالعلوم دیوبند میں اس کا رکنیت نمبر ۴۹۴/ہے سہارنپور ضلع پریشد کے سررشتۂ تعلیم سے بھی منظور شدہ ہے، مزید معلومات کے سالانہ رپورٹ طلب فرمائیں۔

خدائے رحمٰن۔ اپنے خاص لطف وکرم سے مدد کرنے والوں کی ہر امر خیر میں مدد فرمائے۔ آمین ثم آمین

المشتہر: عبدالغفور راعینی: ناظم مدرسہ انوارالقرآن نعمت پور، ضلع سہارنپور (یوپی) ۲۴۷۱۲۹ الھند

MADRASA ANWARUL QURAN NIMATPUR DISTT. SAHARANPUR(U.P) INDIA 247129,Tel: 0132. 2775516

محاسن اسلام

دوسری قسط

یتیموں کی کفالت قرآن وحدیث کی روشنی میں

مولانا محمد عامر ندوی، رئیس قسم المشاریع جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری، کویت

یتیم کی نگرانی کی فضیلت :

شریعت اسلامی نے یتیم کی تعلیم وتربیت اور حفاظت ونگرانی اور اس کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی بہتر زندگی کی ضمانت کے لحاظ سے بہت اہتمام کیا ہے، تاکہ وہ اسلامی معاشرہ کا نافع عضو بن سکے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ" یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر (الضحیٰ ۹) اور فرمایا "اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ" کیا تو نے اسے بھی دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکا دیتا ہے، اور یہ دونوں آیتیں یتیم کی نگرانی اور اس پر شفقت ومحبت کی تاکید کرتی ہیں، تاکہ اسے معاشرہ کے افراد میں سے کسی کے مقابلہ میں اپنے اندر کمی کا احساس نہ ہو اور اسے مسلم معاشرہ میں ایک اہم فرد کی حیثیت حاصل ہو جائے۔

یتیم کی پرورش وپرداخت اور اس پر توجہ دینے اور حفاظت کرنے کی تاکید شریعت اسلامی میں موجود ہے اس لیے کہ یتیم کا لفظ اور اس کے مشتقات تقریباً قرآن مجید کی ۲۳/ آیتوں میں آئے ہیں، اور یتیم کے متعلق قرآن مجید کے نصوص میں غور وخوص کرنے کے بعد اسے پانچ بنیادی قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جو مندرجہ ذیل موضوعات میں منحصر ہیں، اس سے مضرتوں کو دور کرنا، اس کے مال وجان اور ازدواجی حالت میں اس کے لیے جلب منفعت کرنا، اس کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کی تاکید اور ذہنی پہلو کی بھی رعایت کرنا۔

اللہ تعالی فرماتا ہے "وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَاتَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزَّکٰوۃَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلاً مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ" (البقرہ ۸۳)

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ عبادت نہ کرنا کسی کی بجز اللہ کے اور حسن سلوک سے پیش آنا اپنے ماں باپ سے اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے بھی اور لوگوں سے عموماً بھلی بات کہنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہنا، پھر تم سب ان احکام سے پھر گئے بجز تم میں سے معدودے چند کے اور تم ہی ہو گردن کش۔

چنانچہ یتیم کے ساتھ حسن سلوک اور احسان متعین ہے جس طرح والدین اور رشتہ داروں کے لیے متعین ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے "اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ" (ماعون ۱-۳)

کیا تو نے اسے بھی دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا، اور اللہ تعالی نے فرمایا "فَأَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ"۔ (الضحیٰ ۹)

یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر، علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ذلیل مت کرو، اسے مت جھڑکو اور اس کی توہین مت کرو؛ بلکہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اس پر شفقت اور نرمی کرو اور یتیم کے لیے ایک رحم دل باپ کی طرح بن جاؤ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم پر لوگوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور شفقت کرنے والے تھے حتی کہ اس کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا "انا وکافل الیتیم فی الجنة هكذا وأشار بالسبابة والوسطى وفرج بينهما شيئاً" میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، اور آپ نے

انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور درمیان کو کشادہ کر دیا۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے یتیموں کے مال کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور اس سے لاپرواہی کو گناہ قرار دیا بلکہ اسے گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے اور اس پر سخت عذاب مرتب کیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے "اِنَّ الَّـذِيْـنَ يَـأْكُـلُـوْنَ اَمْـوَالَ الْيَتَـامَـى ظُلْمًا اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَاراً وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْراً" (النساء ١٠)

بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھا لیتے ہیں وہ بس اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور عنقریب وہ دہکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے، اسی طرح اللہ تعالی فرماتا ہے "ولا تقربوا مال اليتيم إلا بالتي هي أحسن حتى يبلغ أشده واوفوا بالعهد إن العهد كان مسؤلا" (الاسراء ٣٤) اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ بجز اس طریق کے جو مستحسن ہے یہاں تک وہ اپنے سن پختگی کو پہنچ جائے اور عہد کی پابندی رکھو بے شک عہد سے متعلق سوال ہوگا۔

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کے مال کے کھانے کو سات ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کیا ہے:

عن ابی هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم "اجتنبوا السبع الموبقات، قالوا يارسول الله وماهن؟ قال الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التى حرم الله الا بالحق، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، والتولي يوم الزحف، وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو! صحابہ کرام نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، قتل کرنا جسے اللہ تعالی نے حرام کیا ہے، مگر حق کے ساتھ، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور جنگ کے میدان سے منہ پھیر کر بھاگنا، غافل پاکدامن مومن عورت پر الزام لگانا۔

اس امر کی ہولنا کی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں ضعیف و ناتواں حضرات کو توجہ دلایا کرتے تھے کہ وہ کسی یتیم کے مال کا والی نہ بنیں، چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "يا اباذر إني أراك ضعيفاً وإني أحب لك ما أحب لنفسي، لاتأمرن على اثنين، ولا تولين مال اليتيم" اے ابوذر میں تمہیں کمزور دیکھ رہا ہوں، اور میں تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں کہ تم دو لوگوں کے درمیان فیصلہ مت کرو اور یتیم کے مال کا والی مت بنو۔

اور شریعت اسلام نے یتیموں کے مال کی مستقل حفاظت کے لیے کسی کاروبار میں اسے لگا کر بڑھانے اور فائدہ اٹھانے کا حکم دیا ہے، تاکہ ان پر خرچ کرتے کرتے مال ختم نہ ہو جائے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الا من ربى يتيما له مال فليتجربه ولا يتركه حتى تأكله الصدقة" جان لو! جو کوئی کسی ایسے یتیم کا مربی ہو جس کے پاس مال ہو تو وہ اس سے مال کو تجارت میں لگائے اور اسے نہ چھوڑے تاکہ صدقہ کی وجہ سے وہ ختم ہو جائے، اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "اتجروا فى مال اليتامى حتى لاتأكلها الزكاة"۔

یتیموں کے مال میں تجارت کرو تاکہ زکوۃ دینے کی وجہ سے ختم نہ ہو جائے، یہیں سے یہ بات ضروری ہو جاتی ہے کہ جو یتیم کے مال کے والی اور ذمہ دار ہیں وہ ان کی مصلحت کی وجہ سے ان کے مال کو کسی کاروبار میں لگا کر بڑھائیں، اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اسے کسی خطرے میں نہ ڈالا جائے۔

ان ہی تمام باتوں کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی کفالت کا حکم دیا ہے اور مسلمانوں کے گھروں میں ضم کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور مسلم معاشرہ میں بغیر نگراں کے اسے یونہی مہمل چھوڑ دینے سے منع فرمایا ہے، بخاری شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انا وكافل اليتيم فى الجنة هكذا وأشاره باالسبابة والوسطى

وفرج بینهما شیئاً " میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے، اور سبابہ اور وسطی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان کچھ کشادہ کردیا، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے بہترین گھر اس گھر کو قرار دیا ہے جس گھر میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "خیر بیت فی المسلمین بیت فیه یتیم یحسن الیه و شربیت فی المسلمین بیت فیه یتمیم یساء إلیه " مسلمانوں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو، اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو، اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہو۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے، جو لوگ یتیم کی کفالت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین یتیموں کی پرورش کی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو رات میں قیام کرتا ہے اور دن میں روزہ رکھتا ہے، اور صبح وشام اللہ کے راستے میں اپنی تلوار کو سونتتے ہوئے نکلتا ہے تو میں اور وہ جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسے یہ دونوں بہنیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دونوں انگلیاں سبابہ اور وسطی آپس میں ملا دیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیموں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کو قساوت قلب کا علاج قرار دیا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قساوت قلب کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو، اس پر اجر عظیم مرتب فرمایا، اس طرح کہ آدمی بڑی بڑی نیکیاں کماتا ہے ہر اس بال کے بدلے جو یتیم کے سر پر ہے اور جن پر وہ ہاتھ پھیرتا ہے، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " من مسح رأس يتيم لم يمسحه إلا لله كان له بكل شعرة مرت عليها يده حسنات ، ومن أحسن إلى يتيمة أو يتيم عنده كنت أنا وهو في الجنة كهاتين ، وفرق بين إصبعيه السبابة والوسطى " جو شخص کسی یتیم کے سر پر اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہاتھ پھیرتا ہے تو اس کے لیے ہر بال پر نیکیاں ہیں جس پر اس کا ہاتھ گزرتا ہے، اور جس نے کسی یتیم بچہ یا بچی کے ساتھ حسن سلوک کیا جو اس کے پاس ہے تو میں اور وہ جنت اس طرح ہوگا اور اپنی دونوں انگلیاں سبابہ اور وسطی کو ایک دوسرے سے جدا کردیا۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے " فاما اليتيم فلا تقهر " تو آپ یتیم پر سختی نہ کیجئے، یہ قرآنی کلمہ ہے اور قرآنی کلمہ ایک کتاب کی تشریح کرتا ہے، آج یتیم، مسکین، فقیر، کمزور و ناتواں کا مسئلہ عظیم اسلامی مسئلہ اور قضیہ ہوگیا ہے، اس لیے کہ یہ اللہ کی رحمت کا وسیع دروازہ اور عبادت کی فضیلت کا عظیم ذریعہ ہے، چنانچہ نماز، روزہ، حج، زکاۃ، جہاد فی سبیل اللہ اور نہ ہی دیگر اعمال حسنہ ہی یتیموں، مسکینوں، غریبوں، بیواؤں، کمزوروں کی مدد سے بڑھ کر درجہ اور مرتبہ میں عظیم اور اعلی ہو سکتے ہیں، اس لیے کہ یہ زمین کے بادشاہ ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم " (بخاری)

تمہیں صرف تمہارے کمزور اور ناتواں لوگوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے، اور تمہاری مدد کیجاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " اتخذوا عندالفقراء ايادى فإن لهم دولة يوم القيامة " (الجامع الصغير للسيوطى) فقراء کا ہاتھ پکڑلو، اس لیے کہ قیامت کے دن ان کے پاس دولت ہے۔

جب آپ معلوم کرنا چاہیں کہ جنت کے بادشاہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ ان یتیموں، مسکینوں، معذوروں اور ہر غبار آلود، پراگندہ حال، پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس در در کی ٹھوکریں کھانے والے لوگوں کو دیکھیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اگر تم غور کرو اللہ تعالی کے اس قول پر " فاما اليتيم فلا تقهر " کہ تم پر کیسے رحم کیا جاتا ہے، تو تمہیں تعجب ہو اور تم کہو کہ کاش کہ مجھے کسی یتیم کا پتہ چل جائے، تاکہ میں اس کی کفالت کروں۔

تاریخ کے دامن سے

دوسری قسط

علامہ نصیر الدین طوسی، دیو قامت ہیئت دان

محمد زکریا ورک (کنگسٹن کینیڈا)

دیو قامت ہیئت دان:

زیج الخانی کے علاوہ علامہ طوسی نے ہیئت پر متعدد صحائف زیب قلم کئے، ان میں سے اہم ترین اور علم و معرفت کا سرچشمہ کتاب ''تذکرہ فی علم الہیئہ'' ہے، عام طور پر اس کو تذکرہ الناصریہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ علامہ طوسی کے سرپرست ناصر الدین قوہستان کے گورنر کے نام معنون تھی، کتاب میں انہوں نے چاند اور کروں کی حرکت (عطارد اور زہرہ) پر بطلیموس کے فرسودہ نظریات کو رد کر کے ایک جدید سسٹم تجویز کیا جس کے مطابق کروں کے مدار بیضوی (elliptic) بنتے تھے، اس کو بنیاد بنا کر جو ہانس کیپلر (Kepler) نے اپنا جدید شمسی المرکز نظریہ کائنات (Heliocentric system) یعنی آفتاب کا مرکز کائنات ہونا پیش کیا تھا، تذکرہ کا لاطینی ترجمہ فی گورا کاٹا (Figura Cata) کے عنوان سے چودہویں صدی میں کیا گیا، انگلش میں اس کا ترجمہ جمیل راجب (F.J. Rageb) نے کیا جو نیویارک سے 1993ء میں شائع ہوا تھا، علامہ طوسی نے ہیئت کی متعدد پرانی، فرسودہ تھیوریز پر کڑی تنقید کر کے کتاب میں اپنا تیار کردہ کروی ماڈل (Planetary model) پیش کیا، اس سے ملتا جلتا ماڈل کوپرنیکس نے پانچ سو سال بعد پیش کیا تھا۔

تذکرہ کی شہرت دوام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس پر لا تعداد شرحیں لکھی گئیں: (1) محمد ابن علی ہمدانی کی بیان مقاصد التذکرہ (2) محمد نیشاپوری کی توضیح تذکرہ 1311ء (3) علی ابن محمد کی شرح (4) قاضی زادے رومی کی شرح 1441ء (5) محمد ابن احمد خفاری کی شرح 1525ء (6) فتح اللہ شیروانی کی ترکش زبان میں شرح 1414ء، فارسی میں اس کا ترجمہ رسالہ الہیئہ یا رسالہ معینیہ (ناصر الدین کا بیٹا شاہ معین) کے نام سے کیا گیا تھا۔

نظریاتی علم ہیئت پر تذکرہ بہت ہی مختصر لیکن نہایت جامع کتاب ہے اس لئے اس کے معانی کے سمندر کی تہ میں جا کر غواص لانے میں دقت پیش آتی ہے، شاید اسی وجہ سے اس پر اتنی تعداد میں شرحیں زیب قرطاس کی گئیں تھیں، یہ مجسطی کی تلخیص تھی مگر تنقیدی نظر سے، مصنف نے بطلیموس کی تھیوری میں نقص گنوائے مگر اس کو بہتر بنانے کے لئے جو طریق کار بتلائے وہ بھی نہایت پیچیدہ تھے، یہ کتاب اور دیگر ایسی کتابیں کوپرنیکس کے سورج کے گرد گھومنے والے نظام کے قبولیت میں پیش آمد ثابت ہوئی تھیں، یہ پانچ حصوں میں تقسیم ہے: (۱) جیومیٹریکل تعارف (۲) جنرل اسٹرانومیکل نوشن، ابن الہیثم کے کاسمولا جیکل نظریات، سیاروں کا مختلف سائز کا ہونا کس نے سوچا؟ سیاروں کے مدار کا ٹھوس سطح میں ہونا کس نے سوچا؟ مجسطی پر تقریظ، دائرۃ البروج، اختلال قمر، سیاروں (عطارد، زہرہ) کے عرض بلد میں موشن، بطلیموس کے نظام کا متبادل نظام تا کہ پیچیدہ ڈیفرانٹ اور اپی سائیکلز کو بدلا جا سکے (۳) اجرام سماوی کا زمین پر اثر، جیوڈیسی یعنی مساحت ارض (۴) سیاروں کے فاصلے اور سائز اس کتاب میں علام طوسی نے مجسطی پر جو کڑی تنقید کی تھی اس سے کوپرنیکس کو اپنی تھیوریز وضع کرنے میں مدد ملی، ہیئت پر دیگر کتابیں: زبدۃ الہیئہ، کتاب تحصیل نجوم، تحریر المجسطی

قابل ذکر کتابیں:

کیلنڈر:

مختصر فی علم تنجیم، کتاب الباری فی علوم التقویم وحرکات الافلاک و احکام نجوم۔

علم نجوم:

فال نامہ، کتاب الوافی فی علم الرمل، اختیارات (ترکش)۔

علم مناظر:

تحریر کتاب المناظر، اقلیدس کی کتاب کا نسخہ جدید، مباحث فی انعکاس الشعاعات والنعطا فیھا، عمر قزوینی کو جواب ابن سینا کی تھیوری سردی اور گرمی کا اثر خشک اور گیلے اجسام پر۔

معدنیات:

تنک سوخ نامہ الخانی، ترک منگولیائی زبان میں تنک سوخ کے معنی ہیں قیمتی چیز، کتاب الجواہر، جواہرات کے صفات اور ان کے خواص پر۔

موسیقی:

کتاب علم الموسیقی عربی میں، کنز التحاف، روایت ہے کہ علامہ طوسی نے الغوزہ ایجاد کیا تھا جس کا نام مختار الدقوق (chapel flute) تھا قطب الدین شیرازی نے اس کتاب پر شرح لکھی تھی۔

جغرافیہ:

کتاب صورۃ القالیم، کتاب میں نقشے بھی دئے گئے تھے۔ تاریخ: فتح بغداد۔

طب:

۱۲۲۷ء میں علامہ طوسی نے ہلاکو خاں کے بیٹے اباقا (1281ء) کا کامیاب علاج کیا جس پر جنگلی گائے نے حملہ کیا تھا۔

تعلیقہ بر قانون ابن سینا، کتاب الباب، الباجیہ فی التراکیب السلطانیہ، قزوینی سے طب کے مسائل پر خط وکتابت۔

منطق:

کتاب تجرید علم المنطق، ابن سینا کی اشارات وتنبیہات کی شرح، کتاب اقسام الحکمہ، اساس الاقتباس۔

فلاسفی:

کتاب الفصول، فارسی میں میٹا فزکس پر، جرجانی نے اس کا عربی ترجمہ کیا، رسالہ فی اثبات الجوہر المفرق، تلخیص محصل، فخر الدین رازی کی کتاب محصل کی شرح، چکھنے کی نوعیت پر جعفر ابن محمد حلی کو جواب، عمر قزوینی لکاتبی محقق کی کتاب پر شرح محقق، خدا کی وحدانیت پر۔

فقہ،تھیالوجی:

جواہر الفرائد الناصریہ، تجرید العقائد علم کلام پر، کتاب قوائد العقائد، خدا کی ذات وصفات نبوت کا مطلب اور روز محشر پر، آغاز و انجام، رسالہ فی الامامہ تلخیص محصل۔

اخلاقیات:

اخلاق ناصری، عربی میں ترجمہ رسالہ فی تحقیق العلم، اخلاق ناصری ہندوستان میں بمبئی، لکھنو، کلکتہ سے کئی بار شائع ہوئی، فارسی کی تعلیم کیلئے اینگلو انڈین، اس کا مطالعہ ضروری جانتے تھے، اوصاف الاشراف فی السیار السلوک، جرجانی نے عربی ترجمہ 1330ء میں کیا، اخلاق الوجیز، اخلاق محتشمی۔

شاعری:

معیار الاشعار، علامہ طوسی نے فارسی میں متعدد نظمیں لکھیں، عمر خیام کی بعض رباعیات بھی شاید طوسی نے لکھی تھیں۔

رفیق اور تلامذہ:

علامہ طوسی کے متعدد رفیق اور تلامذہ اپنی ذات میں جید عالم اور فاضل تھے، ان میں سے پانچ کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

۱- نظام الدین عراج، علامہ طوسی کا شاگرد تھا جس نے قرآن حکیم پر ضخیم تفسیر لکھی ''غرائب القرآن و رغائب الفرقان'' اس کی دیگر کتابیں یہ ہیں: رسالہ شمسیہ فی الحساب، شرح تحریر مجسطی 1305ء، نصیر الدین کی کتاب تذکرہ فی علم الہیئہ کی شرح 'توضیح التذکرہ' 1311ء۔

۲-علی ابن عمر الکاتبی (1277ء) ایرانی فلاسفر اور ہیئت دان جس نے علامہ طوسی کے ماتحت مراغہ کی رصدگاہ میں کام کیا تھا، اس نے بطلیموس کی فلکیات پر شہرہ آفاق کتاب مجسطی کا ایڈیشن تیار کیا تھا، کتاب عین القوائد فی المنطق والحکمہ اس کی اہم کتاب ہے جس میں ایک حصہ نیچرل سائنس اور ریاضی پر تھا، حکمۃ العین مذکورہ کتاب کا جزوی حصہ تھا، فزکس، میٹا فزکس اور منطق پر رسالہ الشمسیہ فی القوائد المنطقیہ اور جامع دقائق فی کشف الحقائق لکھیں، حکمۃ العین میں اس نے زمین کی یومیہ گردش کا ذکر کیا مگر بعد میں اس کی تردید کی کیونکہ حرکت خط مستقیم میں ہوتی ہے اسلئے ہم تسلیم نہیں کرسکتے کہ زمین دائرے کی صورت میں حرکت کرتی ہے۔

۳-جمال الدین ابن مطہر حلی (1325ء) نصیر الدین طوسی کا شاگرد رشید تھا، اس نے اشعری عقائد کے رد میں نہج الحق و کشف الصدق لکھی، تحریر الاحکام الشریعہ علی مذہب الامامیہ، کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ امامیہ فقہ پر تھی، اسماء الرواح اس فرقہ کے علماء پر تھی۔

۴-قطب الدین شیرازی (1311ء تبریز) علامہ طوسی کا قابل ترین، عبقری شاگرد تھا، اس نے خراسان، عراق، ایران، روم، مصر کے لمبے سفر کئے، 1282ء میں وہ ملاطیہ میں قاضی رہا، اس نے جیومیٹری، ہیئت، جیوگرافی، بصریات، میکانیات، طب، فلاسفی، قرآن وحدیث کثیر تعداد میں کتابیں لکھیں، جیومیٹری میں اس نے طوسی کی اقلیدس کی تدوین کردہ عناصر کا ترجمہ فارسی میں کیا، ہیئت میں نہایۃ الادراک فی درایۃ الافلاک لکھی، اس کتاب میں اس نے بطلیموس کا متبادل سیاراتی ماڈل پیش کیا جس میں یونیفارم سرکولر موشن کو استعمال کیا گیا تھا۔ نہایۃ میں اس نے کئی صفحات پر اس بات پر روشنی ڈالی کہ آیا زمین حرکت میں ہے یا ساکن؟ چونکہ اس کی سوچ پر بطلیموس کا کافی اثر تھا اس لئے اس نے کہا کہ زمین ساکن ہے۔ ہیئت میں دیگر کتابیں: اختیارات المظفری، تحفہ شاہیہ فی الہیئہ، کتاب فعلت فعل تعلم فی الہیئہ، کتاب تبصرہ فی الہیئہ، خریدۃ العجائب، جابر ابن افلاح کی اصلاح مجسطی سے اقتباسات، نہایۃ الادراک کا ایک حصہ بصریات پر تھا جس میں اس نے قوس قزح کی وجہ بتلائی، یہ سائنس میں اس کا سب سے بڑا کارنامہ تھا He gave an account of rainabow. He expalined it by study of the passage of ray of light through a drop of water. The ray is refracted twice and reflected once. صدیوں بعد یورپ کے سائنسدان ڈیکارٹ نے یہی توضیح پیش کی تھی۔

۵-محی الدین الاردی، ان چار اسٹرانومرز میں سے تھا جنہوں نے علامہ طوسی کے ہمراہ 1259ء میں مراغہ میں کام کیا تھا، وہ ایک اچھا ہیئت دان، آرکی ٹیکٹ اور انجنیئر تھا، دمشق میں اس نے حمس کے بادشاہ منصور ابراہیم کیلئے ہیئت کا ایک آلہ بنایا تھا، اس نے مراغہ کے آلات ہیئت پر مفصل کتاب لکھی: 'رسالہ فی کیفیہ الارصاد و مایحتاج الی علمہ و عملہ من طروق موودیہ الی معرفہ اوذات الکواکب'۔ اس کی دیگر اہم کتابیں: رسالہ فی عمل الکری الکاملہ، زیج، سورج کے مرکز اور اوج شمس میں فاصلہ کا تعین، اس کے دو بیٹے تھے شمس الدین الاردی اور محمد الاردی، شمس الدین نے طوسی کے اساتذہ کی سوانح لکھی جبکہ محمد نے 1279ء میں ایک تانبے کا گلوب بنایا جو ڈریسڈن (جرمنی) کے میتھی میٹکل میوزیم میں محفوظ ہے۔

اولاد:

علامہ طوسی کے تین نور بصر تھے: صدرالدین علی، اصیل الدین الحسن، فخر الدین احمد۔ صدرالدین اپنے والد گرامی کا جانشین بنا جس کے بعد اصیل الدین جانشین بنا، اصیل الدین نے زیج الخانی کے ایک کاپی تیار کی تھی۔ وہ غازن محمود (الخان 1304-1295ء) کے ہمراہ شام گیا تھا، واپسی پر اس کو بغداد کا گورنر مقرر کیا گیا، سیاسی رقابتوں، در پردہ سازشوں کی وجہ سے 1315ء میں وہ ذلت و رسوائی میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اس دنیائے ناپائیدار سے رخصت ہوا، جس وقت صدرالدین مراغہ کا ڈائریکٹر تھا تب الحسن ابن احمد نے رصدگاہ کو وزٹ کیا اور یہاں شمس الدین المعید الاردی، شمس الدین شیرازی، کمال الدین ایکی،

حسام الدین شامی کو ریسرچ میں مصروف کار دیکھا تھا، افسوس کہ مراغہ کے سائنسی انسٹی ٹیوٹ نے علامہ طوسی کی اولاد سے زیادہ لمبی عمر نہ پائی۔

یادگاریں:

چاند کا ساٹھ کیلو میٹر کا کریٹر جو ساؤتھرون ہیمی سفیر پر واقع ہے اس کی سائنسی خدمات کے عوض میں نصیر الدین کہلاتا ہے: کے، این، طوسی، یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی، ایران آپ کے نام پر ہے۔

آذربائیجان میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ، اور باکو شہر میں شیما خا رصد گاہ آپ کے نام پر ہے۔

خوشخبری

گزشتہ شمارے میں ''مقالات عزیزی'' کی اشاعت اور اس کی اسکیم کا اعلان کیا گیا تھا، مگر ابھی اس کا ایک باب جو شخصیات سے متعلق تھا وہ ''چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید'' کے نام سے شائع ہوا ہے، باقی دو باب ''مقالات ومشاہدات'' کے نام سے شائع ہورہے ہیں، جن کی رقم موصول ہوگئی ہے ان کو انشاء اللہ دونوں کتابیں بھیجی جائیں گی، اب سے دونوں کتابوں کی قیمت پچاس روپے ہے، ڈاک خرچ ناشر کے ذمہ ہوگا۔

مرکز احیاء الفکر الاسلامی سے اردو زبان کی پانچویں کتاب کی شرح نایاب شائع ہوگئی ہے، جو ایک تجربہ کار اور مربی استاذ جناب الحاج منشی عبدالغفور صاحب ناظم مدرسہ انوار القرآن نعمت پور کے گہربار قلم سے ہے، جس میں اکثر اسباق کے شروع میں سبق کا خلاصہ اور اس کے بعد سبق میں استعمال ہوئے الفاظ کے معانی اور ان کی تشریح بڑے دلنشیں انداز، اچھوتے اسلوب اور دلپذیر پیرایۂ بیان میں ہے جو اساتذہ وطلبہ اردو زبان کی پانچویں کتاب پڑھاتے یا پڑھتے ہیں ان کے لیے یہ ایک بہترین شاہکار اور گائیڈ یا فرہنگ وکنجی ہے، یہ کتاب ۲۷۳ صفحات پر مشتمل ہے، اس کی قیمت ۱۰۰؍روپے ہے۔

مگر پیشگی قیمت بھیجنے والے کو صرف ۴۰؍روپے میں یہ کتاب بھیجی جائے گی، ڈاک خرچ ناشر کے ذمہ ہوں گے، اور یہ اسکیم رمضان کے مہینے کے اخیر تک رہے گی۔

امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ قارئین اس سے استفادہ کریں گے۔

موجودہ وقت کی ایک اہم ضرورت

جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات

جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات، مظفرآباد، ضلع سہارنپور علاقے بھر میں مشہور لڑکیوں کا ایک اعلیٰ دینی وعصری تعلیم وتربیت کا مثالی ادارہ ہے، جو اپنے وجود سے لے کر اب تک مسلسل لڑکیوں کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم میں مصروف ہے، اور اپنے اس مقصد میں حد درجہ کامیاب بھی ہے، فی الوقت اس میں لڑکیوں کے قیام وطعام کے ساتھ اعلیٰ دینی اور عصری تعلیم کا نظم ہے اور لڑکیوں کی ضروریات کے مطابق ان کو دستکاری وکشیدہ کاری، کمپیوٹر وغیرہ سکھانے کا معقول انتظام ہے، اس ادارہ میں لڑکیوں کو پانچ سال کے قلیل عرصے میں بخاری شریف تک کی تعلیم سے آراستہ کرکے عالمہ دین کی سند فراغ دی جاتی ہے، موجودہ نصاب تعلیم اتنا جامع اور مؤثر ہے جو لڑکیوں کو قابل قدر بیٹی، لائق ستائش ماں اور مثالی بیوی اور بہترین عالمہ دین بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

لڑکیوں کے وارثین اپنی بچیوں کو اعلیٰ تعلیم وتربیت کے لیے اس ادارہ میں داخل کریں اور ان کا روشن مستقبل بنائیں اور داخلے انشاء اللہ ۸؍شوال سے شروع ہوجائیں گے۔

اور اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ اس ادارے کا بھرپور تعاون فرمائیں، تاکہ یہ اپنے تعلیمی وتعمیری پروگراموں میں مزید پیش رفت کرسکے۔

رابطے کا پتہ

ناظم جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات، مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)
فون نمبر: 0132-2775452,3205676
9758915267 9719831058

مراحل زندگی

تیسری قسط

روشن مستقبل کا جوان

ڈاکٹر سیف راشد جابری، دوبئی............ترجمانی: مولانا عبدالحمید اطہر ندوی بھٹکلی

جوانی کی عمر:

جوانی کا موضوع بڑا کٹھن ہے اور جوانی کی عمر کے بارے میں گفتگو کرنا بھی بڑا دشوار ہے، یہاں اس کا مقصد نو جوانی اور اس عمر کی اہمیت کے بارے میں گفتگو کرنا ہے، اس عمر کا امتیاز دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے، اس عمر کی اہمیت سے واقف ہونے کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے بیان کردہ عمر کی تقسیم کو جاننا ضروری ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے " اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفاً وَّ شَیْبَۃً" اللہ وہی ہے جس نے تم کو کمزور چیز سے پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت عطا کی پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ (سورہ الروم ۵۴)

اس آیت کریمہ میں عظیم معانی پوشیدہ ہیں:

" اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ ضُعْفٍ" اللہ وہی ہے جس نے تم کو کمزور چیز سے پیدا کیا، اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس نے تم کو کمزور پیدا کیا یا کمزوری کی حالت میں پیدا کیا، بلکہ فرمایا "خلقکم من ضعف" کمزور چیز سے پیدا کیا، گویا کمزوری انسان کا پہلا مادہ ہے، جس سے اس کا ڈھانچہ بنایا گیا ہے، آیت میں جس کمزوری کی طرف اشارہ ہے، انسان کی تخلیق میں اس کے بہت سے معانی اور مظاہر ہیں۔

یہ جسمانی ڈھانچے کی کمزوری ہے جو ایک چھوٹے سے باریک خلیہ کی شکل میں رہتا ہے، جس سے جنین بنتا ہے، پھر وہ جنین کے تمام مراحل میں کمزور اور ضعف ہی رہتا ہے، پھر بچپن میں بھی کمزور رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ جوانی اور تخلیقی قوت کی عمر کو پہنچتا ہے۔

پھر وہ مادہ بھی کمزور ہے جس سے انسان کی تخلیق کی گئی ہے، وہ ہے مٹی، اگر اللہ روح نہ پھونکتا تو مٹی اپنی مادی صورت یا اپنی حیوانی شکل میں ہی باقی رہتی، انسانی تخلیق کو دیکھتے ہوئے یہ ایک کمزور چیز ہے۔

جذبات، خواہشات اور شہوتوں کے تئیں انسان کمزور ہے، اگر خدائی پھونک نہ ہوتی اور اس کے ڈھانچہ میں عزائم اور صلاحتیں نہ رکھی جاتیں تو یہ مخلوق الہام اور فطری جذبہ کے تحت ڈھانچہ میں چلنے پھرنے والے جانور سے بھی کمزور ہوتی۔

" اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃٍ" اللہ وہی ہے جس نے تم کو کمزور چیز سے پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت عطا کی، طاقت کے بھی وہی معانی ہیں جن کا تذکرہ کمزوری کے تذکرہ میں گفتگو کرتے وقت ہو چکا ہے، جسمانی ڈھانچہ کی طاقت، انسانی تخلیق میں طاقت، نفسیاتی اور عقلی تکوین میں طاقت......

"ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَۃً" پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا، پورے انسانی ڈھانچہ میں کمزوری کا زمانہ، بڑھاپے میں بچپن مکمل طور پر لوٹ آتی ہے، کبھی جسمانی کمزوری کے ساتھ انسانی نفسیاتی طور پر بھی کمزور ہو جاتا ہے، جو کمزوری ضعف ارادہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے، یہاں تک کہ بوڑھا پھسلتا ہے اور وہ اپنے ارادوں میں پختہ عزم نہیں پاتا، بڑھاپے کے ساتھ سفیدی بھی آ جاتی ہے، جس سے انسان کا بڑھاپا نظر آتا ہے، اور بڑھاپا چھپانے سے بھی نہیں چھپتا۔

ان مرحلوں سے ہر ایک انسان کو گزرنا ہے، کوئی بھی طویل العمر

شخص اس سے مستثنیٰ نہیں ہے، یہ مراحل گواہی دیتے ہیں کہ وہ ایک مدبر طاقت کے ہاتھوں میں جو اپنے من کی تخلیق کرتا ہے، اور جو چاہتا ہے مقدر کرتا ہے اور ہر مخلوق کی عمر، احوال اور مراحل واطوار کی تعیین اپنے دقیق اندازے اور پختہ علم کے مطابق کرتا ہے:" یَخۡلُقُ مَایَشَاءُ وَهُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡقَدِیۡرُ" وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور وہ بڑا علم اور قدرت والا ہے۔(سورۃ الروم ۵۴)

اللہ سبحانہ وتعالی نے جوانی کا زمانہ دو مرحلوں کے درمیان میں رکھا ہے، کیونکہ اس عمر کی چند خصوصیات ہیں، اس کی تعمیر میں گھر، راہ، مدرسہ اور معاشرہ ہر ایک حصہ لیتا ہے، اس تدبیر الٰہی کا مقصد یہ ہے کہ یہ مرحلہ تربیت کی توجہ کا مرکز بنے اور تربیتی امور کا مکمل فائدہ حاصل ہو، اور انسانی زندگی میں اس کا کردار واضح اور عیاں ہو، اسی کے مطابق مربیوں نے اپنا کام کیا ہے، چنانچہ حضرت جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام سری ہم سے کہا کرتے تھے کہ میں تمہارے لیے عبرت ہوں، اے نوجوانو! تم کام کرو، کیونکہ اصل کام جوانی میں ہی ہوتا ہے''

اس اہم تربیتی رہنمائی سے نوجوانوں کے افکار وخیالات کی خارجی اثرات سے حفاظت ہوتی ہے، خصوصاً جب یہ خارجی اثرات اس کی جوانی میں اس سے چپکے رہتے ہیں یا اس کے آس پاس کے لوگوں کو متاثر کرتے ہیں، اس صورت میں ایسی رہنمائیاں کام آتی ہیں، جو منفی یا مثبت اثرات مرتب کرتی ہیں، خصوصاً مراہقت کے ابتدائی زمانے میں جب وہ اپنے وجود کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے اپنے کاموں کی وجہ سے اس پر توجہ دیں، نہ کہ دوسروں کے کاموں کی وجہ سے اس پر توجہ دی جائے، وہ دوسروں کی نگاہوں کو اپنی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے۔

اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھی رہتی ہے کہ وہ جوان ہے، وہ جہاں بھی رہتا ہے، اس کے ذہن میں یہی رہتا ہے کہ وہ جوان ہے، چاہے وہ گھر میں رہے یا راستہ پر چل رہا ہو، یا اسکول یا معاشرہ میں ہو، جہاں کہیں بھی ہو اس کے ذہن میں یہی بسا رہتا ہے کہ وہ جوان ہے۔

اس عمر میں کئی مرحلے آتے ہیں اس میں مختلف تدریسی مرحلے بھی ہیں پھر اس کے بعد وظیفہ یابی اور معاشرتی کاموں کا مرحلہ آتا ہے، پھر عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ رہائشی استقرار اور زندگی کے دوسرے مسائل کے سلسلہ میں فکر میں تبدیلی آتی ہے، اسی وجہ سے نوجوانوں کی سوچ میں مثبت تبدیلی لانا ضروری ہے تاکہ اس کو زندگی کے تمام میدانوں میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور وہ خود اپنے لیے اور اپنے معاشرہ کے لیے صحیح اور مفید کام کرنے والا بن جائے۔

ہماری ذمہ داری ہمیں آواز دے رہی ہے کہ ہم ان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، ان کو نصیحت کریں، ان کی رہنمائی کریں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو قرآن وسنت کی اطاعت کی پابندی کے راستہ پر لے آئیں تاکہ نوجوانوں کو ذمہ داری اٹھانے اور اللہ کے دین کی تبلیغ کرنے کی امانت کو پورا کرنے کے لیے تیار کیا جائے، اسی صورت میں ان میں اللہ کی دائمی نگرانی کا احساس اور جلوت وخلوت میں اللہ کا خوف پیدا ہوگا، اسی سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے''اللہ اس نوجوان کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جس میں انحراف اور شہوت رسانی نہیں ہوتی''۔(مسند احمد جلد ۴، صفحہ ۱۵۱)

نوجوانی کے مرحلے سے مراد نوجوانوں کی پوری نسل ہے، یہی عمر علم ومعرفت سے لیس ہونے کی ہے اور یہ عمر طفولیت اور ادھیڑ پن کی عمر سے بالکل مختلف ہے۔

نوجوانوں کے اس گروہ کو (جن میں تمہارا بھی شمار ہے) طفولت اور بڑھاپے کے حقوق سے واقف ہونا چاہئے، وہ یہ کہ تم اپنے سے چھوٹوں پر رحم کرو، اور اس کی قابل ستائش اخلاق اور بلند صفات کی طرف رہنمائی کرو، اپنے سے بڑوں کی قدر پہچانو اور ان کا احترام کرو اور ان کو اپنے سے آگے بڑھاؤ، یہ سن رسیدہ لوگ ہیں، جو تم پر مہربانی اور شفقت کرتے ہیں اور تمہاری اپنے اوقات، مال، کوشش اور ان کے لیے مہیا تمام اسباب ووسائل سے تعاون کرتے ہیں، آج وہ تمہاری

ضرورت مند اور محتاج بن گئے ہیں ، جس طرح تم خود کبھی ان کے ضرورت مند اور محتاج تھے ، اب حالات بدل گئے ہیں ، ہر ایک کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا ہے ، کیونکہ انسان شروع میں دوسروں کا محتاج رہتا ہے ، پھر خود کفیل بن جاتا ہے ، پھر دوسروں کا ضرورت مند بن جاتا ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے ، اور ہمارے بڑوں کی قدر نہ پہچانے'' ۔(سنن ترمذی جلد۴ ؍صفحہ ۳۲۲)

ان سن رسیدہ لوگوں کے حقوق سے واقف ہونا ضروری ہے ، چاہے وہ رشتہ دار ہوں یا پڑوسی ، یا عام مسلمان یا کوئی بھی انسان ، اللہ تعالی کا فرمان بالکل سچ ہے ''إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا'' ہم نیک عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتے ۔(سورۃ الکہف ۳۰)

بڑا وہ ہے جو عمر میں تم سے بڑا ہو یا علم میں ، یا تقوی ، دین ، نام ، وجاہت ، مقام ومرتبہ کے اعتبار سے تم سے بلند ہو ، ان بڑوں کا ایک مرتبہ ہے جس کا خیال رکھنے پر ہمارے دین حنیف نے ہم کو ابھارا ہے اور ان کے اکرام کرنے والوں کی ہمارے دین نے عزت کی ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''جو بھی نوجوان کسی بوڑھے کی اس عمر کی وجہ سے عزت کرتا ہے ، اللہ تعالی اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرنے والا مقدر میں لکھ دیتا ہے'' ۔(سنن ترمذی جلد۴ ؍۳۷۲)

مندرجہ بالا تفصیلات کو سامنے رکھتے ہوئے ، ہم نوجوانوں کے سامنے بعض ان صفات کو بیان کر رہے ہیں جن سے نوجوانوں کو سن رسیدہ اور بوڑھے لوگوں کے ساتھ پیش آنے میں متصف ہونا چاہئے ۔

۱- ان کو مناسب مقام ومرتبہ دیا جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''لوگوں کو ان کا مقام ومرتبہ دو'' ۔(سنن ابوداؤد جلد۴ ؍صفحہ ۲۶) ۔

چنانچہ مجلس میں سن رسیدہ لوگوں کو آگے بڑھایا جائے ، اور ضیافت ان ہی سے شروع کی جائے ، اور ان امور میں ان کے ساتھ مشورہ کیا جائے جن کے بارے میں ان کو معلومات اور تجربہ حاصل ہو۔

۲- ان کے استخفاف (ہلکا سمجھنا) سے ڈرا جائے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''تین لوگ ایسے ہیں جن کا استخفاف صرف منافق ہی کرتا ہے ، سن رسیدہ مسلمان ، عالم اور عادل امام'' ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد نمبر ۸ ؍صفحہ ۲۰۲)

۳- ان کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہئے ، اس سلسلہ میں اسلامی آداب کیا ہی خوب ہیں ، اسلام نے اپنے پیروکاروں کو اپنے سے بڑے شخص کے احترام کرنے ، اس کے ہاتھوں اور سر کا بوسہ لینے کا عادی بنایا ہے ، اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے اپنے بڑوں اور علماء کی تعظیم وتوقیر اور تمام انسانوں کے ساتھ احترام کا معاملہ کرنے میں بلند اخلاق کی بنیادیں تعمیر کی ہے ۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے ہم نشینوں سے فرمایا: ''اے عمر رسیدہ لوگوں! جب کھیتی پک جائے تو کس بات کا انتظار رہتا ہے؟ انہوں نے کہا ، کٹائی کا ، پھر حسن بصری نے فرمایا ، اے نوجوانو! کبھی کبھار کھیتی کو پکنے سے پہلے ہی بیماریاں لگ جاتی ہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کھیتی کو بیماری لگتی ہے اور اس میں تبدیلی آجاتی ہے ، اسی طرح نوجوان کا حال ہے ، کبھی جوانی سے فائدہ اٹھانے سے پہلے ہی اس کو بیماری لگ جاتی ہے ، چنانچہ انہوں نے اس بات کی طرف رہنمائی کی کہ بڑھاپا آنے سے پہلے جوانی کی عمر پر توجہ دی جائے اور اس سے بہتر سے بہتر انداز میں فائدہ اٹھایا جائے ، مندرجہ بالا باتوں سے ہمارے سامنے جوانی کی اہمیت اور اس کی حفاظت کا طریقہ کار معلوم ہوجاتا ہے ، تاکہ ہم میں نوجوانوں کی ایسی نسل تیار ہوجائے جس کی بنیادیں جسمانی قوت ، علمی طاقت اور ایسے ایمان پر قائم ہوں جو خیر اور نیک عمل کی طرف رہنمائی کرنے والا ہو ، جس سے وہ خود فائدہ اٹھائے اور اپنی قوم کو فائدہ پہنچائے ۔

//////☆☆☆☆☆//////

سیرت وکردار

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور چھوٹوں پر آپ کی شفقتیں

محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی

تمھید:

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نوراللہ مرقدہٗ اس سرزمین پر اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے، وہ ایک بہترین عالم، مفکر، ادیب، مؤرخ، مصنف، داعی، مصلح، عارف باللہ اور ولی کامل تھے، اللہ تعالی نے آپ کو جو مقبولیت، محبوبیت اور شہرت دی تھی اس کی نظیر ہمارے محدود علم کے مطابق قریب کے دور میں نہیں ملتی، تاریخ میں ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں، آپ کا فیض ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ پورے عالم اسلام، یورپ وامریکہ تک پہنچاہے، آپ کے اندر تواضع، عاجزی وانکساری حد درجہ تھی، آپ دوسروں کی قدردانی، دوسروں کی عزت اور دوسروں کی دینی، دعوتی سرگرمیوں کو سراہتے تھے، آپ تمام دینی تحریکوں، اداروں، انجمنوں، مدرسوں، مسجدوں اور خانقاہوں کی قدر کرتے تھے اور ان کو دین کی بقاء اور اسلام کی حفاظت کا ذریعہ تصور کرتے تھے، وہ اپنی بہت سی خصوصیات وصفات کی وجہ سے مختلف الخیال مختلف گروہوں کے نزدیک سچے، مخلص انسان اور انسانیت کا درد رکھنے والے اور اس کی ڈوبتی اور ڈانواڈول کشتی کو کنارا لگانے والے سمجھے جاتے تھے۔

حضرت مولانا کی پیدائش اور آپ کا خاندان:

حضرت مفکر اسلام کی پیدائش ۶ رمحرم الحرم ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۴ رنومبر ۱۹۱۴ء منگل کے روز تکیہ کلاں رائے بریلی کے ایک علمی وداعی خاندان میں ہوئی، آپ کے والد ماجد حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ ہندوستان کے چوٹی کے اصحاب فضل وکمال اور عربی کے ماہر علماء عظام میں سے تھے، انہوں نے نزہۃ الخواطر (الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام) کے نام سے ہندوستان کے ساڑھے چار ہزار سے زیادہ علماء، صلحاء، ادباء، مفکرین، شعراء، دانشور اور سلاطین وغیرہ کے حالات پر ۸ رجلدوں میں بڑا قیمتی انسائیکلو پیڈیا تیار کر دیا ہے، جس کی نظیر کسی اسلامی وغیر اسلامی ملک میں نہیں ملتی، ان کی دیگر تصانیف میں الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، گل رعنا، یاد ایام اور تہذیب الاخلاق وغیرہ بہت مشہور ہیں، ان کا انتقال فروری ۱۹۲۳ء میں ہوا، جب حضرت مولانا کی عمر تقریباً ۹ رسال تھی، والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ کی تعلیم وتربیت میں آپ کے برادر اکبر ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اہم رول ادا کیا اور والد کے نہ ہونے کا احساس تک نہ ہونے دیا، وہ خود دیوبند اور ندوہ کے فیض یافتہ عالم اور فاضل تھے۔

آپ کی والدہ سیدہ خیر النساء صاحبہ نہایت صالح اور مشفق خاتون تھیں، قدرت کی طرف سے انہیں اعلی شعری ذوق ملا تھا، ان کا تخلص ''بہتر'' تھا، ان کی کتابیں ''ذائقہ'' اور ''حسن معاشرت'' بہت معروف ہیں، حضرت مولانا کی تربیت میں ان کا بڑا کردار ہے، حضرت مولانا کی نمازوں کی پابندی، تلاوت قرآن سے شغف، دوسروں کی تذلیل وایذاء سے دوری میں ان ہی کی تربیت کا اثر کارفرما تھا، والدہ کا انتقال اگست ۱۹۶۸ء میں ہوا۔

غرضیکہ حضرت مولانا کا خاندان علم وفضل میں ممتاز رہا، اوراس میں ادب، تاریخ وسوانح نگاری کا پہلو غالب رہا، تصوف وسلوک سے اس کا رابطہ صدیوں پر محیط ہے، اور غالباً حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی سے خاندانی ربط نے اس رنگ کو اور گہرا کیا، لیکن اس خاندان میں تصوف کبھی بھی سجادگی اور خانقاہی روایات وآداب کا پابند اور تعطل وجمود کا قائل نہیں رہا، بلکہ اصلاح وارشاد اور دعوت وجہاد ہمیشہ اس کا شیوہ رہا، غالباً اس میں محمد ذوالنفس الزکیہ کی جہادی کوششوں اور خون شہادت کا اثر کارفرما ہے۔

تعلیم وتربیت اوراساتذہ کرام :

حضرت مولانا نے ماہرین اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا، یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا یکتائے روزگار ثابت ہوئے، اخلاص واختصاص دونوں اوصاف ان کی شخصیت میں جمع ہوگئے تھے، عربی کی اصل تعلیم آپ نے اپنے استاذ مولانا خلیل عرب سے حاصل کی، ان کی شخصیت کی تعمیر میں عرب صاحب کا بہت دخل ہے، اپنے ایک قریبی رشتہ دار مولانا عزیز الرحمٰن حسنی سے ابتدائی کتابیں، نحومیر، میزان ومنشعب، صرف میر اور پنج گنج وغیرہ پڑھیں، اپنے عم محترم سید محمد اسماعیل صاحب سے فارسی کی کتابیں خصوصاً شیخ سعدی کی بوستاں پڑھی، مولوی محمود علی لکھنوی سے ابتدائی کتابیں پڑھیں، اور خوشخطی سیکھی، حساب اور اردو وغیرہ کی مشق ماسٹر محمد زماں خان صاحب سے کی، اپنے برادر بزرگ ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب سے انگریزی وعربی میں کافی استفادہ کیا، انگریزی تعلیم جناب خلیل الدین ہنسوی، اپنے ماموں جناب سید احمد سعید صاحب اور ندوہ کے انگریزی کے استاذ ماسٹر محمد سمیع صدیقی وغیرہ سے حاصل کی، اور بڑی مہارت پیدا کی، علامہ سید سلیمان ندوی سے بھی فلسفہ قدیم کے متعلق کوئی کتاب پڑھی، اور یونانی فلسفہ سے واقفیت حاصل کی، دوران تدریس علامہ تقی الدین ہلالی مراکشی سے بھی استفادہ کیا، دیوان نابغہ پڑھا اور ادب عربی کی تدریس کے زریں اصول اخذ کئے، خواجہ عبدالحئ فاروقی سے قرآن مجید کے اخیر کے پارے کی کچھ سورتیں پڑھیں، اپنے پھوپھا مولانا سید محمد طلحہ حسنی سے بھی آپ نے فیض حاصل کیا، اور آپ کی صرف ونحو کی عملی صلاحیتیں زیادہ تر انہیں کی رہین منت ہیں، آپ نے ان سے زبان وادب کی کتابیں بھی پڑھیں، ۱۹۲۹ء میں ندوۃ العلماء میں طالب علمی کے دوران حضرت مولانا نے ندوہ کے شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خاں صاحب ٹونکی سے صحیح بخاری ومسلم، ابوداؤ اور ترمذی حرفاحرفا پڑھی، اس کے ساتھ ہی بیضاوی اور منطق کے اسباق بھی پڑھے، مولانا شبلی جیراجپوری سے فقہ میں کچھ استفادہ کیا۔

۱۹۳۰ء میں لاہور میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری سے تفسیر میں فائدہ اٹھایا، حضرت مولانا خود تحریر فرماتے ہیں کہ ''اگر مولانا احمد علی صاحب لاہوری سے ملاقات نہ ہوتی تو میری زندگی اچھی یا بری بہر حال موجودہ زندگی سے بہت مختلف ہوجاتی، شاید اس میں ادب وتاریخ اور تصنیف وتالیف کے سوا کوئی ذوق اور رجحان نہ پایا جاتا، خداشناسی اور خدارسی، راہ یابی اور راست روی تو بڑی چیز ہیں، مولانا کی صحبت میں کم سے کم خداطلبی کا ذوق، خدا کے نام کی حلاوت اور مردان خدا کی محبت، اپنی کمی اور اصلاح وتکمیل کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا۔

۱۹۳۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں آپ نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے حدیث، شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب سے فقہ اور قاری اصغر علی صاحب سے تجوید کا درس لیا۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں بحیثیت استاذ تقرر:

فراغت کے بعد اللہ تعالی کی طرف سے کچھ غیبی اسباب بن گئے جن کی بنا پر حضرت مولانا کا دارالعلوم ندوۃ العلماء میں یکم اگست ۱۹۳۴ء کو بحیثیت استاذ تفسیر وادب تقرر ہوگیا، پھر آپ پورے انہماک وتوجہ کے ساتھ تدریس وتعلیم میں مشغول ہوگئے، اور پہلے ہی سال آپ کو درجہ ششم میں ترمذی شریف کا نصف ثانی اور قرآن کریم کے ابتدائی دس پاروں کی تفسیر پڑھانے کے لیے دی گئی، اس کے علاوہ ادب میں دیوان حماسہ کا کچھ حصہ اور ''خضری'' کی تاریخ الامم الاسلامیہ اور ابتدائی درجات میں

بھی کوئی ایک عربی ریڈر حصہ میں آئی۔

رشتۂ ازدواج:

دارالعلوم کے قیام کے پہلے ہی سال میں حضرت مولانا کی شادی حقیقی ماموں زاد بہن سیدہ طیب النساء صاحبہ سے ہوئی جو حضرت شاہ ضیاء النبی کی پوتی اور مولانا سید عبدالرزاق کلامی ''صاحب صمصام الاسلام'' کی نواسی تھیں، حضرت مولانا حیدر حسن خاں صاحب نے نکاح پڑھایا اور ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب نے بڑے اہتمام سے ولیمہ کا انتظام فرمایا۔

تعلیم وتدریس میں حضرت مولانا کی دلسوزی اورمحنت:

عربی زبان وادب حضرت مولانا کا خاص موضوع تھا، اس میں یہ بھی اہتمام تھا کہ سبق اس طرح پڑھایا جائے، کہ وہ غذا بن جائے اور طلبہ اس سے مانوس ہوں، حضرت مولانا تحریر کرتے ہیں ''اس وقت اپنے درجوں کے طلبہ سے ایسا تعلق پیدا ہوگیا تھا جو افادہ واستفادہ کے لیے شرط ہے، گھول کر پلا دینے کا جذبہ جو اپنے شفیق استاذ شیخ خلیل عرب سے ملا تھا، اس وقت سینہ میں موجزن تھا، ضوابط وقواعد نپے تلے، وقت او رمقام کی کوئی قید نہ تھی، طلبہ کو ہر طرح مشق کرانے اور عربی سکھانے کا اہتمام رہتا تھا، اس کے لئے ہم لوگ نئے نئے طریقے اختیار کرتے اور ذہنی اُپج سے کام لئے تھے''۔

تدریس کے دوسرے ہی سال سے درجۂ ہفتم میں تاریخ ادب عربی کا گھنٹہ مستقل حضرت مولانا کے حصہ میں آ گیا اور کئی سال احمد حسن زیات کی ''تاریخ الادب العربی'' پڑھانے کا سلسلہ جاری رہا، تدریس کے آخری سالوں میں کئی سال تک بخاری شریف کی کتاب الوحی، کتاب الایمان اور کتاب العلم پڑھائی، فرماتے ہیں کہ ''اس میں خوب جی لگا'' ایک سال کچھ عرصہ تک حجۃ اللہ البالغۃ بھی زیر درس رہی، اس طرح حضرت مولانا نے باقاعدہ مستقل دس سال تک درس دیا، جس میں مختلف فنون وعلوم کی کتابیں زیر درس رہیں اور طلبہ آپ سے خوب خوب مستفید ہوئے، بلکہ آپ نے اپنے شاگردوں کی ایک کھیپ تیار کردی۔

دعوتی واصلاحی کوششوں کا آغاز:

حضرت مولانا کو تدریسی دور کے آخری سالوں میں یہ احساس پیدا ہونے لگا کہ اس محنت کے بعد جن نتائج کی توقع کی جاسکتی ہے، وہ سامنے نہیں آتے اور بڑی حد تک یہ کوششیں نقش برآب ثابت ہوتی ہیں، اس کے نتیجے میں طبیعت لگے بندھے نظام سے عاجز آنے لگی، پھر حضرت مولانا نے بعض ان اہم کتابوں کا مطالعہ فرمایا جن سے فکر ونظر میں وسعت پیدا ہوئی اور عالم اسلام کے مسائل اورتحریکات سے دلچسپی پیدا ہونا شروع ہوئی، جن میں خاص طور پر ''حاضر العالم الاسلامی'' اوراس پر امیر شکیب ارسلان کے طاقتور حواشی، عبدالرحمٰن الکواکبی کی ''مؤتمر ام القری'' قابل ذکر ہے، ان میں محبّ الدین الخطیب کے ہفتہ وار رسالہ ''الفتح'' کو بھی بڑا دخل ہے، جس کے مضامین بڑے طاقت ور اور ولولہ انگریز ہوتے تھے، اس کے علاوہ ہندوستان کی جنگ آزادی اور سیاسی تحریکات پر لکھی ہوئی کتابوں کا بھی اسی زمانہ میں مطالعہ فرمایا اور بعض انگریزی مآخذ کا بھی براہ راست یا ترجمہ کی مدد سے مطالعہ کیا۔

اسی زمانہ میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی سے تعارف وارتباط ہوا اوران کی رفاقت میں ۱۹۳۹ء کی آخری تاریخوں میں دینی مرکزوں کے دورے کے لیے اور حضرت رائے پوری اور حضرت شیخ سے ملاقات کے لیے سہارنپور اوررائے پور کا سفر کیا، رائے پور سے دہلی کا سفر ہوا اورحضرت مولانا محمد الیاس صاحب سے ملاقات ہوئی، اس دور میں حضرت مولانا، مولانا مودودی کی تحریروں سے بھی متأثر ہوئے اورتقریباً تین سال تک باقاعدہ جماعت اسلامی سے وابستہ رہے، پھر بعض وجوہ کی بناپر اس سے الگ ہوئے، اس کے بعد ۱۹۴۲ء میں حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی، پھر لکھنؤ میں دعوتی سرگرمیاں شروع کردی، اور جب حضرت مولانا الیاس صاحب کی شفقتیں بڑھتی گئیں تو تبلیغ ودعوت میں انہاک ہوتا گیا اورحضرت مولانا کے سفر پر سفر ہونے لگے۔

بزرگوں سے اجازت وخلافت:

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری نے ۱۹۴۶ء میں حج کے سفر

سے واپسی پرحضرت مولانا کو لاہور بلایااور اپنے سلسلہ قادریہ میں اجازت مرحمت فرمائی،حضرت لاہوری آپ کی ترقی سے اپنے بیٹوں کی ترقی کے مقابلے میں زیادہ خوش ہوتے تھے،اس کے بعدحضرت مولانا شاہ عبدالقادرصاحب رائے پوری نے رائے بریلی کےسفر کے دوران ۱۶/اپریل ۱۹۴۸ء میں تکیہ کی مسجد سے نکلتے ہوئے حضرت مولانا کو چاروں سلسلوں میں خاص طور سے حضرت سید احمد شہید کے سلسلہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی،حضرت مولانا نے بھی تمام دعوتی سفرحضرت رائے پوری کےمشورے سے کئے،سفرسے پہلے بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اورسفر سےلوٹ کر بھی حضرت کو روداد سناتے،حضرت خوش ہوتے اوردعائیں دیتے۔

ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیم:

ندوۃ العلماء سےحضرت مولانا کاتعلق موروثی وجذباتی تھااورعقلی وفکری بھی،حضرت مولانا نے اپنے شعور وتعقل کی ابتداء ہی سے اس کا نام سنااوراس کےکام اور پیغام سے آشنا ہوئے،پھراسی فکر وماحول میں آپ کی ذہنی وفکری تربیت ہوئی،اس کی فکر کی وسعت وآفاقیت، توازن واعتدال، ہمہ جہتی وشمولیت پرآپ کو پورا یقین تھا اورابتداہی سے آپ اس کی فکرودعوت کے ترجمان اپنے حال سے بھی تھے اور اپنے قال سے بھی۔

تدریس کے دس سالہ دور میں حضرت مولانا نےتعلیمی نصاب ونظام میں اصلاحات فرمائیں اورعربی زبان وادب کا پورا نصاب تیار فرمایا، علامہ سیدسلیمان ندوی نے اپنے اخیردورمیں حضرت مولانا کو نائب معتمدتعلیم بنایا،اور۷/جنوری ۱۹۴۹ء میں یہ تجویز شوری میں پاس ہوئی اورحضرت علامہ آپ ہی پر پورا اعتماد کرنے لگے،حضرت مولانا نے اسی زمانہ میں نصاب کا خاکہ بنا کر علامہ سید سلیمان ندوی کی خدمت میں بھیجا،توحضرت علامہ نے جواب میں تحریرفرمایا کہ’’اس دور کے لیےآپ کا خاکہ موزوں ہوگا، مجھے چونکہ آپ پراعتبارواعتماد ہے، اس لیے دیکھے بغیر بھی اس کو پسند کرتا ہوں،اللہ تعالی نافع فرمائے‘‘ پھرحضرت علامہ سیدسلیمان ندوی کی وفات کے بعدحضرت مولانا کو معتمدتعلیم منتخب کیا گیا۔

ندوۃ العلماء کی نظامت:

برادر بزرگ ڈاکٹر مولانا سیدعبدالعلی کی وفات کے بعد آپ کو ۱۸/جون ۱۹۶۱ء میں ندوۃ العلماء کاناظم بنایا گیا،آپ اس عہدہ پرتقریباً چالیس سال تک رہے،اس درمیان ندوۃ العلماء کوحضرت مولانا نے بین الاقوامی شہرت کا عالمگیرادارہ بنادیا،اور گویا کہ خودآپ کی ذات ایک چلتا پھرتا ندوہ معلوم ہونے لگی، آپ کی نظامت کے دور میں ندوۃ العلماء نے شعبہ جات کے اعتبار سےبھی ترقی کی، مادی اعتبار سے بھی، تعمیرات کےاعتبار سےبھی اورشہرت کےاعتبار سےبھی۔

تصنیفات وتالیفات:

حضرت مولانا نے زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق کتابیں تصنیف کیں،تاریخ میں بھی،سیرت میں بھی،اخلاقیات کےسلسلے میں بھی،اصلاحیات کے سلسلے میں بھی،تحقیقی بھی اورعلمی بھی،غرضیکہ آپ نےمستقل ایک کتب خانہ تیارکردیا،اورامت کے ہرطبقہ کے لیےآپ نے غذافراہم کی، آپ کی کتابیں بچوں کے لئے بھی ہیں،نوجوانوں کے لیےبھی،بوڑھوں کے لیےبھی،اساتذہ اورمحققین کے لیےبھی،اور طلبہ کے لیے بھی، آپ نے عربی اوراردودوہردوزبانوں میں کتابیں لکھیں اور دنیا کی مختلف زبانوں میں بھی آپ کی کتابوں کے ترجمے ہوئے،آپ کی مشہور کتابوں میں انسانی دنیا پرمسلمانوں کےعروج وزوال کااثر، اسلامیت اورمغربیت کی کشمکش،ارکان اربعہ، تاریخ دعوت وعزیمت ، منصب نبوت اوراس کے عالی مقام حاملین وغیرہ ہیں،آپ کی کل کتابوں کی تعداد۱۷۶رہے۔

ملک وبیرون ملک کے دعوتی اسفار:

ہندوستان کا تو شاید ہی کوئی ایسا شہر ہوجہاں آپ کے قدم نہ پڑے ہوں ، اورآپ کا فیض نہ پہنچاہو، ہندوستان سے باہر بھی آپ نے دنیا کےمختلف ملکوں کے اتنے سفر کئے کہ شاید ہی کوئی سربراہ مملکت

کر سکے، آپ یوروپ بھی گئے، امریکہ بھی گئے، عرب ممالک میں بھی گئے، برطانیہ بھی گئے اور جہاں تک جانا ممکن ہوسکا پہنچے، ہماری معلومات کے مطابق شاید ایک ملک جنوبی افریقہ ایسا ہے جہاں قضا وقدر کے بموجب آپ نہ جاسکے، باقی دنیا کے ہر گوشہ میں اپنی دینی دعوت کا ڈنکا بجایا اور لوگوں کو پیغام ہدایت سنایا، کتنے مردہ دلوں کی مسیحائی کی، اور کتنی بے جان روحوں میں عشق ومحبت کا صور پھونکا۔

مختلف اداروں کی صدارت وسرپرستی

حضرت مولانا ہندوبیرون ہند میں مختلف اداروں کے صدرو سرپرست اوررکن رہے، شاید ہی عالم اسلام کا کوئی مہتم بالشان ادارہ یا کانفرنس ہو، جس میں حضرت مولانا کی شرکت ضروری نہ سمجھی جاتی ہو، آپ کو اللہ تعالی نے جو محبوبیت ومقبولیت اورعلمی رسوخ دیا تھا، اس کی وجہ سے ہر جگہ ہر مجلس کے صدرنشین آپ ہی نظر آتے ہیں، اور جن اداروں یاتحریکوں کی آپ نے سرپرستی یا صدارت کی تو خودان اداروں کی عزت وشہرت اورمقبولیت میں چار چاند لگے ہیں۔

آپ کے اصلاحی ودعوتی اورتجدیدی کارنامے :

عالمی سطح پر حضرت مولانا نے جو اصلاحی وتجدیدی کارنامے انجام دئے ان کو تین عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

ان میں سب سے بڑا اور بنیادی کارنامہ عالم اسلام کو مغربی تہذیب وفکر سے صحیح طریقہ پر آزاد کرکے ان کے سامنے اسلام کی صحیح تعلیمات پیش کرنے کا تجدیدی کام ہے، دوسرا کارنامہ ''قومیت عربیہ'' کے فتنہ کی سرکوبی ہے، قومیت عربیہ کے نعرے کے خلاف آپ تن تنہا میدان میں سرفروشانہ کود پڑے، سب سے پہلے آپ نے اس خطرہ کو بھانپا، اوراس کو جاہلیت کا نعرہ قرار دیا، اس سلسلہ میں آپ کو بہت سے علماء ودانشوروں کی تنقیدیں بھی سننی پڑیں، مگر آپ کی بصیرت آموز نگاہیں اپنی فراست ایمانی سے دیکھ رہی تھیں، اس لیے آپ کو برملا اعلان کرنا پڑا کہ میری معلومات عربوں کے سلسلے میں سیکنڈ ہینڈ نہیں، میں ان کو بہت قریب سے جانتا ہوں اوراس سلسلہ میں جو نقطہ نظر آپ صحیح سمجھتے تھے، اس سے امت کو آگاہ کیا، اور تیسرا تجدیدی عمل ادب کی صحیح ترجمانی اور اس کے ذریعہ سے پیدا ہونے والے خطرات کی نشاندہی ہے، جس کے لیے ''رابطہ ادب اسلامی'' کی بنیاد پڑی۔

حضرت مولانا نے امت کے ہر طبقہ کو اپنی دعوت کا مخاطب بنایا، آپ نے سلاطین وامراء اور حکام کو بھی نصیحتیں کیں اوران کو صحیح خطوط پر چلنے کی ہدایت کی اوراپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اوران کے مقام ومنصب کی اہمیت کو اجاگر کیا، اسی طرح آپ نے اساتذہ ومربیوں کو بھی ہدایات دیں اوران کو بھی ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا، طلبہ کو بھی ان کا مقام یاددلایا اوران کو بتلایا کہ وہ اپنی نافعیت کیسے ثابت کرسکتے ہیں اور دنیا کو ان سے کیا توقعات ہیں اوروہ دنیا میں کیا کچھ کرسکتے ہیں، غرضیکہ حضرت مولانا نے دنیا کے ہر اس خطرے اور فتنے کو سمجھا، جس سے دین پر، مسلمانوں پر، مسلمانوں کے اداروں پر، مسلمانوں کے تشخص اوران کی دعوت پر کسی بھی طرح کی آنچ آتی ہو، اس خطرے یا فتنے سے امت کو متنبہ کیا، سربراہان مملکت کو بھی آگاہ کیا اوراس کے تدارک کے لیے جو چیزیں ان کے قلب سلیم پر وارد ہوئیں ان کو پیش کیا، اس طرح وہ ایک بہترین مصلح اور بہترین داعی کی حیثیت سے ممتاز ہوئے، اوران کے کارناموں کا اہل دنیا نے اعتراف کیا۔

برادران وطن کو انسانیت کا پیغام پیش کیا، ان کو اسلام سے قریب تر کرنے کی کوشش کی اوراس سلسلہ میں ہر ممکن جدوجہد فرمائی، یہاں تک کہ پیام انسانیت کے نام سے ایک تحریک ہی قائم کردی۔

حضرت مولانا کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ کا نگاہ بصیرت سے مطالعہ کیا، سادہ دل مشرق اورشاطر وہوشیار مغرب کی کشاکش کو دیکھا اور سمجھا اورزمانہ کی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا۔

مغرب کی فکری، تہذیبی وتمدنی یلغار کا پورا عالم اسلام شکار ہورہا تھا، اور جزیرۃ العرب بھی اس کے حملوں سے چور چور تھا، اس کی شدید

ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ کوئی کھل کر اس کی خامیوں کی نشاندہی کرنے والا ہو۔

حضرت مولانا نے عالم اسلام کے مختلف ملکوں کے حالات کا جائزہ لیا اور عالمی سطح پر اپنی پرزور تحریروں سے ایک ایک ملک کے مسلمانوں کو مخاطب فرمایا، ان ممالک کی خصوصیات کا اعتراف بھی کیا، اس کے ساتھ مغربی تہذیب کے جو مضر اور دین دشمن اثرات وہاں پڑ رہے تھے، پوری قوت وجرأت کے ساتھ ان کی نشاندہی فرمائی اور ان کو ان ہی کی زبان میں ان کی نفسیات کو سامنے رکھ کر خطاب کیا، ان کے دھڑکتے ہوئے دلوں پر دستک دی اور ان کی خودی کو للکارا اور ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کی سعی کی، جو اس تہذیب کے ظاہری شکوہ وسطوت میں دب کر رہ گئی تھیں۔

حضرت مولانا کے اس انداز خطاب نے پورے عالم اسلام پر اثر ڈالا، اسلام کا حقیقی چہرہ لوگوں کے سامنے آیا، اس کی روشنی وتابناکی سے مسلمانوں کے قلوب منور ہوئے اور یہ حقیقت واشگاف ہوئی کہ دنیا کے خانہ میں مسلمان ایک مؤثر عامل (Factor) کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی ترقی میں دنیا کی ترقی مضمر ہے، اگر اسلامی تعلیمات یکسر فراموش کردی گئیں تو یہ دنیا اخلاقی انارکی اور انسانی قدروں کی پامالی میں اس حد تک جاسکتی ہے، کہ اس کا دیوالیہ پن ظاہر ہوجائے۔

حضرت کی اس فکر ودعوت نے خود اعتمادی کی فضاء قائم کی، لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر ومنزلت پیدا ہوئی اور حضرت کی ذات کو عالم اسلام میں وہ مقبولیت ومحبوبیت عطا ہوئی جو قریبی زمانہ میں شاید ہی کسی کے حصہ میں آئی ہو۔

حضرت مولانا کی مقبولیت کا راز:

مجددین ومصلحین کی تاریخ کا مطالعہ کرنے اور ان کی زندگیوں کا جائزہ لینے سے صاف نظر آتا ہے کہ تین اوصاف ان کے اندر مشترک ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ یہی اوصاف اللہ کی طرف سے ''انتخاب واصطفا'' کا ذریعہ بن جاتے ہیں، ان میں پہلی چیز آبائی خصوصیات بالاخص ان کا تقوی واحتیاط اور حرام بلکہ مشتبہ مال سے بھی حد درجہ اجتناب ہے، اس کا نسل پر اثر پڑنا ایک قدرتی امر ہے، دوسری چیز اصلاح وتربیت کے لیے مناسب ماحول کا ملنا اور ایسے تربیت کرنے والے معلمین واساتذہ کا میسر آنا ہے جو خود بھی صاحب درد وفکر ہوں، تیسری چیز ذاتی محنت اور وہ طلب وذوق ہے جو ایک قوت محرکہ کی حیثیت رکھتا ہو۔

حضرت مولانا کی زندگی ان تینوں چیزوں کی آئینہ دار نظر آتی ہے، ان تینوں بنیادی صفات وخصوصیات کے علاوہ ایک مزید نعمت جو اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو عطا ہوئی اور اس کا آپ کی زندگی پر گہرا اثر پڑا، وہ والدہ ماجدہ کی وہ دعائیں ہیں، جو انھوں نے آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے کیں، اللہ تعالی نے ان کو صاحب دعا بنایا تھا، دعا ان کی دوا بھی تھی اور غذا بھی اور ان کی ساری دعا حضرت کے لیے تھی، دعا میں ان کا نازو انداز اور گریہ واضطراب بھی ہے، حضرت مولانا کی شخصیت کی تعمیر وتشکیل میں اس عنصر کو بھی بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

یہ چار وہ عناصر ہیں جو حضرت مولانا کی سیرت کی تشکیل وتعمیر میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ یہ سب اللہ تعالی کی توفیق اور انتخاب کا نتیجہ ہے، جب وہ اپنے کسی بندہ کو کسی کام کے لیے منتخب کرلیتا ہے تو اس کے لیے وہی ضروری اسباب اور سازگار ماحول بھی پیدا فرماتا ہے۔

امتیازات وخصوصیات:

حضرت مولانا کے اندر وہ تمام خصوصیات وکمالات جمع ہوگئے تھے، جو ایک سچے مسلمان، ربانی عالم، داعی الی اللہ، ناشر رشد وہدایت، مصلح وقت اور ولی کامل کے اندر ہونے چاہئیں، وہ امت کی اصلاح کی فکر میں اور امت پر آنے والی آزمائشوں سے ماہی بے آب کی طرح تڑپتے تھے، وہ ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے، کہ کس طرح سے امت کی ڈوبتی کشتی منزل تک پہنچ جائے اور وہ اللہ ورسول کی اطاعت گذار بن جائے اور جہنم کی آگ سے چھٹکارا پاجائے۔

حضرت مولانا نے مختلف علوم اپنے وقت کے صاحب فن اساتذہ اور امتیاز رکھنے والے ماہرین سے حاصل کئے تھے، ان میں خاص طور پر تفسیر، ادب اور تاریخ میں حضرت مولانا کو امتیازی شان حاصل تھی، حضرت مولانا نے اپنے دعوتی وفکری اور اصلاحی سفر میں ان تینوں سے فائدہ اٹھایا، ان کے علاوہ حدیث کا بھی اعلی ذوق تھا، فقہ میں اعلی بصیرت حاصل تھی اور وسعت قلب ونظر، وسعت فکر اور ذہن کی آفاقیت میں ممتاز تھے، اعتدال وتوازن، اعتدال فطرت اور سلامت ذوق آپ کی طبیعت ثانیہ تھی، بصیرت ایمانی، حقیقت رسی، نبض شناسی، لطافت شعور میں آپ اپنی مثال آپ تھے، دردمندی ودلسوزی، اشک ریزی، حمیت دینی، جذبہ جہاد سے سرشار تھے، حسن اخلاق، حسن سلوک اور صلہ رحمی آپ کی عادت تھی، دل آزاری ودل شکنی سے حددرجہ اجتناب تھا، زہدواستغناء، حکمت وبصیرت کے ساتھ جرأت ایمانی، حق گوئی وبے باکی آپ کی امتیازی صفات تھیں، جودوسخا اور دادودہش، عزیمت وتوکل، فنائیت وبے نفسی اور اخلاص وللّٰہیت میں آپ بے نظیر تھے۔

حضرت مولانا امت کے سلسلے میں راتوں میں اپنے پروردگار کے سامنے گڑگڑاتے، آہ وزاری کرتے، مناجات والتجا کرتے، اور امت کی فکر میں گھلے جاتے، اللہ تعالی نے آپ کو نرم دل، نرم طبیعت، ستودہ صفات کا حامل بنایا تھا، آپ میں گویا کسی کو ضرر پہچانے کی صلاحیت ہی نہیں تھی، وہ اپنے پاس والوں اور اہل تعلق کی کوتاہیوں سے چشم پوشی کرتے تھے، اور ایسے انداز میں اصلاح کرتے جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم امت کو عمومی خطاب سے کرتے تھے، اپنے چھوٹوں پر شفقت فرماتے یہاں تک کہ اپنے شاگردوں کا بھی حددرجہ اکرام کرتے اور ان کے سامنے بھی پیر پھیلا کر نہ بیٹھتے تھے، معذوری اور بیماری کی حالت میں بھی یہی معمول تھا۔

حضرت مولانا میں اتباع سنت کی محبت وجذبہ، تہجد کا اہتمام، اذان ہوتے ہی مسجد میں پہنچنے کا معمول تھا، آپ دوسروں کی عیب جوئی، غیبت وبدگوئی اور بدگمانی جیسے امراض سے پاک تھے، اپنے محسنین کے احسانات کو یادرکھتے اور ان کے احسانات کو چکانے کی زندگی بھر کوشش کرتے تھے، جن بزرگوں سے انہوں نے کسب فیض کیا، یا جن سے ان کو تعلق تھا، ان بزرگوں کے علاقہ کا کوئی ادنی سا آدمی بھی حضرت کے پاس آجاتا تو بھرپور اس کا خیال کرتے تھے، حضرت کے یہاں نسبتوں کا بڑا خیال اور اہتمام تھا، بلکہ بعض مرتبہ بزرگوں کے علاقہ کا کوئی طالب علم ندوہ میں زیرتعلیم ہوتا تو اس طالب علم کی بھرپور قدر کرتے، اپنے پاس بٹھاتے، اس کی خیرخیریت معلوم کرتے، اس کو ہدایا اور نقدرقم دیتے، اس کی ضروریات کا بھرپور خیال کرتے تھے۔

حضرت مولانا کی شخصیت میں جامعیت:

حضرت مولانا کی شخصیت بزرگوں کی نسبتوں کی جامع تھی، آپ کے اندر حضرت رائے پوری کی فنائیت وبے نفسی، حضرت لاہوری کی غیرت وخودداری، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی دردمندی ودلسوزی، حضرت مدنی کی عزیمت واستقامت اور حضرت شیخ کی بصیرت ایمانی کا ایسا حسین گلدستہ تیار ہوگیا تھا، جس کے رنگا رنگ پھولوں کی خوشبو سے پورا عالم معطر ہوا۔

حضرت مولانا کی شخصیت میں جامعیت تھی، ان کی ذات میں امام احمد کی عزیمت، امام غزالی کی علوہمت، ابن جوزی کی حمایت سنت، شیخ عبدالقادر جیلانی کی دردمندی اور اخلاص وتأثیر کی جھلک نظرآتی ہے، وہ ایک طرف علامہ ابن تیمیہ کی طرح توحید کے علمبردار نظرآتے ہیں تو دوسری طرف انہوں نے شیخ اکبر کے علوم ومعارف میں غواصی کی ہے، ان کے اندر مجددالف ثانی کی حکمت، شاہ ولی اللہ کی بصیرت وفراست، سیداحمد شہید کے جذبہ دعوت وجہاد کا ایسا حسین سنگم نظرآتا ہے جو مصلحین ومجددین کی تاریخ میں نایاب تو نہیں لیکن کمیاب ضرور ہے۔

حضرت مولانا اکابرین امت کی نظرمیں:

حضرت تھانوی نے آپ کو ”بخدمت مجمع الکمالات مولوی ابوالحسن صاحب“ لکھا، حضرت رائے پوری نے آپ کو ”سیدی ومولائی حضرت

اقدس دامت برکاتہم'' اور کہیں مولانا شمس تبریز'' لکھا، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے آپ کو''مخدوم ومحترم سیدی وسید عالم دام مجدکم'' لکھا، حضرت شیخ نے آپ کے بارے میں لکھا کہ''مولانا ابوالحسن علی مجموعہ حسنات ہیں'' حضرت علامہ سید سلیمان ندوی نے آپ کے بارے میں لکھا کہ''حجاز ومصر کی فضائیں ان کی دعوت کے نغموں سے مسحور ہیں'' حضرت مولانا دریابادی نے آپ کو''تاروں کے جھرمٹ کے درمیان آفتاب'' لکھا، امام حرم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ نے فرمایا کہ ''مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور ندوۃ العلماء ایک منارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں''۔

راقم سطور پر حضرت مولاناکی شفقتیں:

احقر حضرت مولانا ہی کے مشورہ سے رائے پور سے ندوۃ العلماء لکھنؤ پہنچا تھا، اور ۱۹۹۴ء میں جب مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی میں داخل ہوا تو وہاں حضرت بھرپور خیال کرتے تھے، مدرسہ کے ذمہ دار مولانا شرافت صاحب کو ہدایت کردی تھی کہ ان کا بھرپور خیال رکھنا، ندوہ آنے کے بعد حضرت مولانا کی شفقتیں اضعافا مضاعفہ ہوگئیں، اس ناکارہ کو بھی حضرت سے ایسی محبت ہوگئی تھی کہ اگر کسی مشغولیت کی وجہ سے دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا، اور نہ رات کی مجلس میں شریک ہوسکا، تو رات میں نیند نہیں آتی تھی، جب تک کہ مہمان خانہ کا جہاں پر حضرت کا قیام رہتا تھا چکر لگا کر نہ آجاتا، چنانچہ کھڑکی میں سے زیارت کر کے یا مہمان خانہ کے اردگرد گھوم کے سکون مل جاتا اور جاکے سو جاتا، حضرت کی طرف سے بھی شفقت کا یہ معاملہ تھا کہ حضرت سفر سے واپس لوٹتے اور میری طرف سے ملنے میں تاخیر ہوجاتی تو حضرت یاد فرماتے اور کسی کے ذریعہ سے بلاتے اور پھر فرماتے کہ رائے پور کی یاد آرہی ہے، حضرت مولانا اپنی اس شفقت کا اظہار مادی شکل میں بھی کرتے تھے، کبھی سو روپئے، کبھی دوسو روپئے، کبھی پانچ سو روپئے بھی حضرت نے دیئے، بلکہ جب راقم کی کتاب''ریاض البیان فی تجوید القرآن'' چھپ رہی تھی، اس کی طباعت میں بھی حضرت نے حصہ لیا۔

حضرت مولانا سے بیعت:

راقم کے شیخ ومرشد حضرت الحاج شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری (م ۷/رمضان ۱۴۱۶ھ) کے انتقال کے بعد ۲۳/شوال ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۴/مارچ ۱۹۹۶ء جمعرات کو لکھنؤ سے رائے بریلی حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حضرت سے بیعت کی درخواست کی، حضرت مولانا نے شفقت فرمائی، اور ۲۴/شوال بروز جمعہ کو جمعہ کی نماز سے پہلے سلاسل اربعہ نیز سید احمد شہید کے سلسلہ میں بیعت فرمایا اور دعا فرمائی، اس کے بعد حضرت مولانا کی شفقتیں دن بدن بڑھتی گئیں۔

حضرت مولانا کی امامت کی سعادت:

اخیر میں جب حضرت مولانا علیل تھے اور مسجد میں جانے سے معذور تھے تو قیام گاہ پر مہمان خانہ میں ہی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے، تین وقتوں کے نماز کی امامت کی توفیق اللہ تعالی نے راقم سطور کو دے رکھی تھی اور دو وقتوں کی ہمارے ایک ساتھی مولوی معاذ احمد کاندھلوی کو، اس طرح حضرت مولانا کو بڑے اہتمام واشتیاق سے نماز پڑھاتا تھا، جس پر کبھی حضرت مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی مزاحاً فرماتے کہ''آپ امام المتقین ہیں اور ہم امام الناس ہیں''۔

حضرت مولانا نے راقم کا نکاح پڑھایا:

حضرت مولانا کو راقم کے نکاح کی بڑی فکر تھی، کئی مرتبہ اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا، ایک مرتبہ یہ پروگرام بنا کہ ۲۳/نومبر ۱۹۹۸ء کو حضرت مولانا رائے پور تشریف لے جائیں گے، اور پھر نکاح پڑھانے کے لیے راقم سطور کے غریب خانہ پر حاضر ہوں گے، ٹکٹ بن چکا تھا، احقر ایک روز قبل لکھنؤ سے وطن پہنچ گیا تھا، جس روز حضرت مولانا کو سہارنپور کے لیے سوار ہونا تھا، اس روز سے پہلے ۲۲/۲۳/نومبر کی شب میں حضرت مولانا کی قیام گاہ پر رائے بریلی میں حکومت کے لوگوں نے چھاپا مارا، یہ ایک بہت شنیع اور قابل مذمت سازش تھی، جو حضرت مولانا

کے وندے ماترم کے خلاف سخت بیان دینے کی پاداش میں رچی گئی تھی، چنانچہ حضرت کے متعلقین کے مشورہ سے سہارنپور کا یہ پروگرام کینسل ہوگیا کہ ممکن ہے سفر کے دوران ٹرین میں کوئی ناشائستہ واقعہ پیش آجائے، کیونکہ سہارنپور کے سفر کی شہرت ہوچکی تھی، چنانچہ راقم کو ایک ساتھی نے فون سے اطلاع کی کہ حضرت کا پروگرام کینسل ہوگیا۔

پھر آئندہ سال علالت کے زمانہ میں حضرت نے نکاح کی بات کی تو یہ طے ہوا کہ لڑکی کے والد اور راقم کے والد ندوہ آجائیں اور حضرت مولانا نکاح پڑھائیں گے، چنانچہ حضرت مولانا نے احقر کا نکاح پڑھایا، جس میں ندوہ کے اہم اساتذہ اور حضرت کے خدام اور ناکارہ کے بعض دوست بھی شریک تھے، حضرت مولانا نے ولیمہ کے سلسلے میں ایک رقم عنایت فرمائی تھی کہ ولیمہ ہماری طرف سے ہوگا، چنانچہ ولیمہ کے کھانے میں بھی حضرت مولانا نے پرہیز کے باوجود شرکت فرمائی۔

حضرت مولانا نے نکاح کے وقت جو خطاب کیا، اس کی حیثیت تاریخی ہے کیونکہ علالت سے صحت یابی کے بعد حضرت مولانا نے سب سے پہلے اس نکاح کے موقع پر ہی خطاب کیا، جو تعمیر حیات کے ۱۰ مئی ۱۹۹۹ء کے شمارہ میں شائع ہوا، جس پر حضرت مولانا کو چاروں طرف سے مبارکبادی ملی، حضرت نے فرمایا کہ نکاح تمہارا ہوا ہے اور مبارک باد ہمیں مل رہی ہے، اس کے بعد تفصیل سے حضرت نے جون کے مہینے میں تبلیغی اجتماع میں اہم خطاب فرمایا تھا، اکثر لوگوں نے اس اجتماع کی تقریر کا تو ذکر کیا ہے، اور نکاح کی تقریب کے موقع پر جو خطاب ہوا، اس کو شخصی اور غیر اہم واقعہ سمجھ کر ذکر نہیں کیا، نکاح کی رپورٹ اور خطبہ نکاح تعمیر حیات سے بعینہٖ نقل کیا جارہا ہے۔

کوئی دیکھے یا نہ دیکھے مگر اللہ دیکھ رہا ہے :

صحت کے بعد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کا پہلا خطبۂ نکاح

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی پر ۱۸ مارچ ۱۹۹۹ء بروز جمعرات فالج کا حملہ ہوا، جس کی وجہ سے حضرت تقریر وتحریر اور مطالعہ سے معذور ہوگئے تھے، الحمدللہ اب حضرت روبہ صحت ہیں، صحت کے بعد حضرت نے ۹ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ بروز پیر بعد نماز مغرب مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی کی تقریب نکاح کے موقع پر پہلی مرتبہ نکاح پڑھایا اور پورے جوش کے ساتھ قرآنی آیات کی تشریح کی جو ہدیہ ناظرین ہے، اس تقریب کے موقع پر مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی، مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی، مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا سید واضح رشید ندوی، اور مولانا شمس الحق ندوی کے علاوہ اساتذہ وطلباء کی ایک خاصی تعداد موجود تھی۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلمِیْن وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍوَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ وَّدَعَابِدَعْوَتِھِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّابَعْدُ! فَاعُوذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یَااَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَارِجَالاً کَثِیْراً وَّنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَام اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْباً۔ (سورہ نساء آیت ۱)

یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّاوَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۲)

یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوااللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْداً یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْفَازَفَوْزاًعَظِیْماً۔ (سورہ احزاب آیت ۷۰/۷۱)

یہ تین آیتیں نکاح کے مقتضیات اور نکاح کے عقد صحیح اور ان سب کے اسلامی فرائض کے متعلق ہیں، ان سے بہتر کوئی خطبہ اور دنیا میں اجتماعیات اور جنسیات اور اخلاقیات کے ماہرین جمع ہوں تو اس سے بہتر پیغام نہیں دے سکتے، یہ پوری ازدواجی زندگی کے لیے ہدایات اور پیغام ہے۔

پہلی آیت سورہ نساء کی آیت ہے، اس سورۃ کا نام جس مناسبت

سے رکھا گیا ہے، اس سے عورت کا درجہ معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تم کو پیدا کیا ایک اکیلی جان سے،اس میں ایک فال نیک ہے،خوشخبری ہے کہ اکیلی جان سے اگراتنی بڑی ذریت پیدا ہوسکتی ہے جو سارے عالم کو آباد کرے گی،تو ڈرواس پروردگار سے جس نے اکیلی جان سے پیدا کیا، پھراس کا جوڑا پیدا کیا، اور پھراس جوڑے کے ملنے سے بہت سے مرداورعورتیں پیدا کر کے دنیا میں پھیلا دیا اور روئے زمین کوان سے بھر دیا،''وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامِ '' اس اللہ سے ڈرو، جس کے نام پر تم نے اتنا بڑا سوال کیا، یعنی ایک شریف گھرانے کی دختر کا مانگنا، ایک اللہ کے نام لینے کی برکت سے اوراس پر بھروسہ کر کے ہی ہوسکتا ہے، یہ اصل میں اس کے نام سے اتنی بڑی چیز حاصل کی اوراتنا مشکل کام آسان کردیا تو آئندہ اگر کچھ ہوجائے تو اس کو بھولنا نہیں''وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامِ ''اپنے رشتوں کونہ بھلانا، نیارشتہ ہورہاہے،لیکن ماں ماں ہے، باپ باپ ہے اور بہن بہن ہے، بھائی بھائی ہے اورسب کے حقوق الگ الگ ہیں ''وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا'' اورتم یہ کہو کہ کون دیکھتا ہے،کون جانتا ہے جو چاہیں کریں، بے شک اللہ تم پر رقیب اورنگراں ہے، ایسانہیں کہ جب مجلس منتشر ہوگئی تو پھر ہرایک آدمی جو چاہے کرے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالی فرماتا ہے اور پیغمبر ہی کہہ سکتا ہے، کوئی دنیا میں ایسے موقع پر، ایسے مبارک موقع پر جب شادی کی مسرت اورمبارک باد کا موقع ہوتا ہے تو اس موقع پر زندگی کے ایام کو یاد کرنے اور ایمان پر خاتمہ ہونے کی کوشش کا ذکر خدا کے پیغمبر کے سوا کوئی اورنہیں کرسکتا۔

''اے لوگو! ڈرواللہ سے جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اورنہ مرنا، مت جانا اس دنیا سے مگر ایمان کے ساتھ، یہ رشتہ مبارک، یہ تقریب مبارک، یہ شادی مبارک، لیکن اس کو یاد رکھو کہ جب اس دنیا سے جاؤ، اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اوراس کا کلمہ پڑھتے ہوئے جاؤ، یہ پیغمبر ہی کہہ سکتا ہے اورکوئی نہیں کہہ سکتا۔

تیسری آیت سورۂ احزاب کی آیت ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ایجاب وقبول سے پہلے اورمہر قبول کرنے سے پہلے، اس کے ادا کرنے کا وعدہ کرنے سے پہلے، اللہ تعالی فرماتا ہے''اے ایمان والو! ڈرواللہ سے اور ''قولوا قولاً سدیداً'' سچی اور پکی بات زبان سے نکالو، یہ نہ سمجھو کہ پہلے کہہ دیا کہ ہاں ہم نے اتنا مہر قبول کیا، کون پوچھتا ہے، کون دیکھتا ہے، اوراگر واقعی ذہن میں یہ ہے، کون دیکھے گا تو ''اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا'' اللہ دیکھنے والا ہے اور اللہ ہی تمہارا نگراں اور رقیب ہے۔

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی تعمیر حیات کے ۱۰رمئی ۱۹۹۹ء کے شمارے میں حضرت مولانا کی علالت وصحت یابی چند جھلکیاں میں لکھتے ہیں''اللہ کے فضل وکرم سے حضرت مدظلہ کی طبیعت اتنی بہتر ہوگئی کہ قلم چلانے لگے اور مسلم پرسنل لابورڈ ممبئی کے اجلاس کے لیے خطبہ صدارت بھی مرتب کرایا، اوراب خط بھی املا کرانے لگے ہیں، پہلا خط علالت کے ٹھیک چالیس دن ہونے پر اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے بھانجے مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ کو سرگودھا پاکستان املا کرایا، اوراللہ کے فضل وکرم سے اس کے دوسرے ہی دن وہ وقت بھی آیا کہ حضرت مدظلہ نے یوم عاشورہ کوایک نکاح پڑھایا اور مختصر سی تقریر بھی فرمائی، جو صاف سمجھی اور سنی گئی، یہ نکاح دارالعلوم کے فضیلت کے ایک طالب علم مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی کا تھا، تقریب بڑی سادہ تھی، دیکھ کر ہرایک کا دل خوش ہوگیا، لڑکی اور لڑکے کے باپ اوران کے ساتھ ایک دولوگ اورموجود تھے، باقی حضرت کے حاضر باش اورنوشہ میاں کے خاص متعلقین تھے، شونمائش کی کوئی چیز نظر نہیں آئیں، بعد میں جسے معلوم ہوا کہ حضرت مدظلہ نے نکاح پڑھایا اورتقریر بھی فرمائی، مسرت وخوشی سے جھوم اٹھا، جناب عشرت علی صدیقی صاحب سابق ایڈیٹر''قومی آواز'' لکھنؤ، جو حضرت کے بڑے عاشق زار ہیں، عرض کرنے لگے کہ حضرت اب تو ہم مٹھائی

کھائیں گے، اور حضرت نے ان کا منہ میٹھا بھی کیا، بعد میں نوشہ میاں سے مخاطب ہو کر حضرت فرمانے لگے، نکاح تمہارا ہوا ہے اور مبارکبادیں ہمیں دی جارہی ہیں۔

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست:

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ جب تنہائی یا یکسوئی میں ہوتے، یا کوئی خاص تحریر لکھوانا چاہتے، اور کوئی پاس بیٹھا ہوا ہوتا تو معذرت کے انداز میں فرماتے کہ ابھی ہم مشغول ہیں، جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ آپ حضرات اس وقت تشریف لے جائیں، ایسے موقع پر بعض مرتبہ یہ نامہ سیاہ بھی ہوتا، تو حضرت فرماتے کہ آپ سے کوئی حرج نہیں، عشاء بعد حضرت کی مجلس ہوتی تھی، کبھی احقر کا تاخیر سے پہنچنا ہوتا جب کہ کمرہ طلبہ سے بھر چکا ہوتا، تو راقم چپکے سے پیچھے بیٹھ جاتا، جیسے ہی حضرت کی نظر پڑتی تو فوراً فرماتے آپ یہاں آگے آجایئے، اور اپنے پاس بٹھاتے، راقم شرم سے پانی پانی ہوجاتا، رات میں لیٹنے کے وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اور چپکے سے پیر دبانے شروع کرتا، حضرت کو احساس ہوجاتا، فوراً فرماتے کہ نہیں آپ نہیں، آپ ہاتھ دبایئے، اور پھر پڑھتے ''دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست'' پیر دبوانا پسند نہ فرماتے تھے، یا تو ہاتھ یا پھر سر میں مالش کا موقع دیتے تو مالش کرتا، بعض مرتبہ عزیزی کی نسبت معلوم کرتے تو بندہ بتلاتا کہ دادا کی طرف نسبت ہے، جن کا نام عبدالعزیز تھا، پھر فرماتے کہ آپ ہمارے بھی عزیز ہیں، بعض ساتھیوں کا کوئی اہل تعلق آتا، اور وہ حضرت کے پاس جاکر بتلاتا کہ ہم مسعود عزیزی کے اہل تعلق یا عزیز ہیں، تو حضرت فرماتے کہ آپ ہمارے بھی عزیز ہیں، اور ان کی حسب موقع خاطر و تواضع کرتے تھے، ہمارے علاقے کے جن مدارس کے لوگوں کو معلوم تھا کہ حضرت مولانا سے اس نامہ سیاہ کا کافی تعلق ہے، تو وہ لوگ حضرت مولانا کی عربی میں تصدیق لینے کے لیے اس نامہ سیاہ ہی کو واسطہ بناتے، احقر حضرت سے درخواست کرتا تو فوراً راضی ہوجاتے اور تصدیق لکھدیتے، ایک مرتبہ فرمایا کہ چونکہ لوگ ہماری تصدیق خلیجی ممالک میں لے جاتے ہیں اور ہم سب کو لکھ دیتے ہیں، اس لیے ہماری تصدیق کی کوئی اہمیت اور وقعت نہیں رہے گی، مگر چونکہ آپ کہہ رہے ہیں اس لیے آپ کو انکار نہیں کیا جاسکتا، حضرت مولانا کی یہ شفقتیں جیسے مجھ سیہ کار پر تھیں، راقم سمجھتا ہے کہ حضرت مولانا کا معاملہ سب کے ساتھ ایسا ہی تھا، اور ہر اہل تعلق یہی سمجھتا ہے کہ حضرت کی مجھ پر بہت شفقتیں اور عنایتیں تھیں، کبھی تنہائی میں ہوتے، تو فرماتے رہتے ''لَسْتُ بِشَیٍٔ لَسْتُ بِشَیٍٔ'' میں کچھ نہیں، میں کچھ نہیں، اپنی اور انا کی نفی کرتے رہتے، اور اللہ تعالیٰ کے شکر سے زبان معمور رہتی۔

راقم کی کتابوں پر مقدمے:

حضرت مولانا اس حقیر کی کتابوں پر بڑے تفصیل سے مقدمے تحریر فرماتے، تقریباً نو کتابوں پر مقدمے لکھے، تین کتابوں پر عربی میں اور باقی کتابوں پر اردو میں، حضرت مولانا سے جب بھی کسی کتاب پر مقدمہ لکھنے کی درخواست کی تو حضرت نے کبھی انکار نہیں کیا، حضرت مولانا نے وفات سے قبل راقم کی کتاب ''التدخین بین الشرع والطب'' پر مقدمہ تحریر فرمایا، تو مقدمہ کو خود پڑھ کر انگلی ہلا ہلا کر سنایا، اور پھر فرمایا کہ اب چند سال کے لیے تصنیف و تالیف موقوف کردیجئے، مطالعہ میں گہرائی اور دقت نظر پیدا کیجئے، عموماً حضرت حکماً کسی کو کوئی بات نہیں کہتے تھے، مگر راقم پر شفقت کی وجہ سے مقدمہ لکھنے سے پہلے بھی اور مقدمہ لکھنے کے بعد بھی یہ جملہ ارشاد فرمایا، چنانچہ حضرت کے اس ارشاد کے بعد سے ابھی تک اس نامہ سیاہ کی کوئی نئی تصنیف یا کتاب نہیں آئی جو کتابیں پہلے لکھی ہوئی تھیں جن کی تعداد ۱۵ رہے انکی طباعت کی حضرت نے اجازت دیدی تھی۔

حضرت مولانا سے حدیث کی سند اور اجازت:

حضرت مولانا سے ۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ میں ایک روز مغرب بعد دارالعلوم دیوبند کے بعض طلبہ کے ساتھ حدیث کی اجازت لی، حضرت مولانا کا اوائل صحاح ستہ پڑھا کر سند حدیث دینے کا معمول تھا، چنانچہ

اس نامہ سیاہ نے بھی اوائل کے بعد سند حدیث لی اور حضرت مولانا نے اپنے دستخط کے ساتھ صحاح ستہ کی سند عنایت فرمائی اور عالمیت کے اخیر سال عالیہ رابعہ میں حضرت مولانا سے جامع ترمذی کی سند حاصل کی تھی اور جب ندوہ کے فضیلت دوم کے طلبہ ۱۶/ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷/ستمبر ۱۹۹۹ء بروز پیر کو حضرت مولانا سے صحاح ستہ کے اوائل پڑھنے اور اجازت حدیث حاصل کرنے کے لیے رائے بریلی گئے، ان میں راقم بھی تھا، چونکہ حضرت مولانا فضیلت دوم کے طلبہ کو اپنی بعض اہم کتابوں کا بھی درس دیتے تھے، اس لیے مختلف اوقات میں حضرت مولانا نے مختلف کتابوں کے درس بھی دیئے، بعض کتابوں کی عبارت پڑھنے کی احقر کو بھی سعادت حاصل ہوئی، صحاح ستہ کا درس ۲۰/ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ یکم اکتوبر ۱۹۹۹ء بروز جمعہ بوقت صبح ہوا، صحاح کی عبارت خوانی میں نامہ سیاہ نے ترمذی کی عبارت پڑھی، باقی کتابوں کی دوسرے ساتھیوں نے پڑھی، اور پھر حضرت مولانا نے تمام رفقاء درس کو صحاح ستہ کی اجازت اور سند عطا فرمائی۔

ہمارے ساتھی چونکہ مختلف تخصصات کے تھے اس لیے سبھی ساتھیوں کو ان کے تخصصات کے پیش نظر جمعرات کو مقالات لکھنے کے لیے عناوین دئے گئے، احقر تخصص فی الفقہ والافتاء کے شعبہ میں تھا، اس لئے ہمیں فقہ حنفی کے مراجع اوران کی خصوصیات پر لکھنے کے لیے عنوان دیا گیا، چنانچہ راقم نے ڈیڑھ گھنٹے کے اندر ''مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا'' عربی میں ایک مقالہ لکھا، تمام مقالات جب پیش ہوئے تو جن کے مقالات پسند کئے گئے ان کو حضرت مولانا نے سوسو روپئے انعام دئے، چنانچہ راقم کو بھی حضرت مولانا کے دست مبارک سے اس مقالہ پر سو روپئے کا انعام ملا۔

۱۹/ جمادی الثانی بروز جمعرات بعد نماز مغرب دارعرفات میں پروگرام تھا تو حضرت مولانا نے رائے بریلی کے لوگوں کو حضرت سید احمد شہید کا پیغام سنایا اوران کے کارناموں کی طرف رہنمائی فرمائی، گویا کہ وہ سید احمد شہید کی زبان میں حضرت مولانا کا بھی آخری پیغام تھا۔

حضرت مولانا کی وفات:

حضرت مولانا کی طبیعت چونکہ ۱۸/ مارچ ۱۹۹۹ء سے علیل چل رہی تھی، کچھ افاقہ ہوگیا تھا، اب کہ رمضان خلاف معمول لکھنؤ میں گذارنے کا پروگرام تھا، جب شعبان میں سالانہ امتحان ہورہے تھے، ایک روز حضرت مولانا نے فرمایا کہ اپنے علاقہ میں رہنا پسند کروگے یا یہاں ندوہ میں، پہلے تو احقر خاموش رہا، پھر عرض کیا کہ حضرت ابھی تو وقت ہے، بتلادوں گا، اس کے بعد چھٹی ہوئی تو حضرت مولانا نے راقم سے فرمایا کہ رمضان میں ہمارے ہی پاس رہنا، حضرت مولانا عام طور سے اس طرح حکم نہیں فرماتے تھے، اور یہ نامہ سیاہ بھی ہرسال رمضان رائے پور میں گذارتا تھا اور قرآن شریف سناتا تھا، مگر حضرت مولانا کے حکم کی بنا پر رمضان سے ایک روز قبل حضرت کی خدمت میں لکھنؤ پہنچ گیا، ہمارے ایک ساتھی مولانا معاذ احمد کاندھلوی نے قرآن شریف سنایا، مہمانوں کی کثرت تھی، حضرت مولانا کی صحبتوں اور مجلسوں اورخدمت سے فائدہ اٹھایااور حضرت کی نوازشوں کی برابر بارش ہوتی رہی، یہاں تک کہ دوسرے یا تیسرے روزہ ہی نامہ سیاہ کو عید کے کپڑوں کے لیے ۵۰۰/روپئے عنایت فرمائے، کھانا حضرت کے ساتھ ہی ہوتا، مگر پھر حضرت مولانا کے ساتھ دسترخوان پر مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے نامہ سیاہ عام مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے لگا، جس پر حضرت نے فرمایا کہ اچھا افطاری تو ہمارے ساتھ ہی کیا کرو، اس طرح ۱۹/رمضان تک حضرت مولانا اور حضرت کے اہل تعلق مہمانان لکھنؤ میں مقیم رہے، پھر ایک قافلے کے ساتھ رائے بریلی گئے، وہاں خانقاہ کا نظام حسب معمول شروع ہوگیا کہ ۲۲/رمضان ۱۴۲۰ھ ۳۱/دسمبر ۱۹۹۹ء کو حسب معمول تراویح ومجلس ہوئی، صبح سحری کھائی، سحری کے دستر خوان پر حضرت مولانا اور راقم کے درمیان حضرت مولانا واضح رشید حسنی ندوی تھے، پھر نماز فجر کے بعد حضرت آرام کے لیے لیٹ گئے، نامہ سیاہ نے بائیں پیر میں تیل لگا کر مالش کی، حضرت مولانا رابع صاحب حسب معمول رات میں نیند کی کیفیت

معلوم کرنے آئے، حضرت نے اطمینان دلایا اور خدا کا شکر ادا کیا، صبح میں تمام معمولات پورے کئے، حجامت کے بعد غسل کیا، غسل سے فراغت کے بعد سورہ کہف پڑھنے کے لیے قرآن کریم طلب کیا، مگر خود ہی سورہ یٰسین شریف پڑھنی شروع کردی اور "فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ عَظِيْمٍ" پر پہنچ کر واصل بحق ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نامہ سیاہ حضرت کی خانقاہ کے اوپر والے کمرہ میں تھا، ایک ساتھی نے جاکر اطلاع دی کہ حضرت کی طبیعت زیادہ خراب ہے، دعاؤں میں مشغول ہوجاؤ، احقر دعاء میں مشغول ہوگیا، پھر صبر نہ ہوا تو فوراً نیچے آیا، تو معلوم ہوا کہ حضرت تو سفرآخرت پر جاچکے، اچانک ایسا لگا کہ سب کچھ چھن گیا یا غائب ہوگیا، اور زمین پیروں کے نیچے سے کھسک گئی، مگر حضرت انسان کی وقعت ہی کیا ہے، پانی کے بلبلہ کی طرح، اس لیے تحمل کی کوشش کی، پھر رات میں عشاء اور تراویح کے بعد حضرت کی تدفین ہوئی، اور کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کریں، اگلے ہی روز گھر آگیا، اور یہی عالم رہا، اب بھی حالت ایسی ہے، مگر سچی بات یہ ہے کہ حضرت مولانا کی جو قدر کرنی چاہئے تھی اور جو استفادہ کرنا چاہئے تھا، وہ اپنے لاابالی پن میں نہ کرسکا، اور اس کا اندازہ بھی نہ تھا کہ حضرت مولانا اس طرح سے اچانک جدا ہوجائیں گے، اب عام طور سے اکثر حضرت مولانا خواب میں آتے رہتے ہیں، مگر جب بھی خواب میں آتے ہیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت زندہ ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا صدیقین، شہداء اور صالحین کے زمرے میں ہیں اور اپنی دینی خدمات کی بنا پر زندہ ہیں، اللہ تعالی حضرت مولانا کے درجات کو بلند فرمائے اور اس نامہ سیاہ کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جامعہ ستاریہ نانکہ میں طلبہ کی انجمن کا اختتامی پروگرام

۲۹/ جولائی ۲۰۰۷ء مطابق ۱۴/رجب ۱۴۲۸ھ بروز اتوار بعد نماز مغرب حضرت الحاج فضل الرحمٰن صاحب ناظم اعلی جامعہ ستاریہ فیض الرحیم نانکہ گندیوڑہ کی دعوت پر مدرسہ کے طلبہ کی انجمن کے سالانہ اختتامی پروگرام میں جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے شیخ الحدیث اور مرکز احیاء الفکرالاسلامی کے ناظم مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نے شرکت کی، ان کے ہمراہ مولانا نظام الدین ندوی استاذ مرکز احیاء الفکرالاسلامی بھی تھے، پروگرام میں طلبہ نے اپنی اپنی شعلہ بیانیاں، نغمہ سرائیاں، پرترنم انداز میں نعتیں پیش کیں، یہ پروگرام جامعہ کی حسین وخوبصورت مسجد میں ہورہا تھا، جس میں طلبہ کے علاوہ گاؤں کے لوگ بھی شریک تھے، ولی کامل، بانی جامعہ حضرت حافظ عبدالستار صاحب نانکوی (خلیفہ حضرت رائے پوری) کے حلف الصدق حضرت حافظ جمیل احمد صاحب سرپرست جامعہ کے علاوہ مولانا انعام اللہ قاسمی رفیق معہدالاسلامی مانک مئو اور مولانا نثار احمد سہارنپوری معتمد دارالعلوم رشیدیہ سندرپور بھی پروگرام میں شریک تھے۔

طلبہ کے پروگرام کے بعد مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کو طلبہ سے خطاب کرنے کی پیش کش کی گئی، مولانا نے علماء کی موجودگی میں طلبہ کو اپنی باتوں کا مخاطب بنایا، اور ان کی تقریروں اور خطابی کوششوں پر ان کو داد تحسین دی اور ان سے توقعات وابستہ کیں کہ انشاء اللہ مستقل میں آپ ہی لوگوں میں سے میدان خطابت کے شہسوار پیدا ہوں گے اور اس موقع پر اکابر کی تاریخ کو یاد دلاتے ہوئے ان کو بتلایا کہ ہمارے اکابرین میں جنھوں نے بھی کچھ کارنامے انجام دئے، وہ بھی آپ ہی کی طرح ان مدارس کی چہاردیواریوں میں ان بوریوں پر بیٹھ کر ہی تیار ہوئے، اور اس سلسلہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کے بچپن کی شوخیوں اور خطابت کی مشق کی مثال پیش کی کہ وہ اپنے بھائی بہنوں میں سر پر عمامہ باندھ کر ان سے مخاطب ہوکر تقریر کرتے تھے، چنانچہ وہ بے مثال خطیب بن کر ابھرے، مزید بچوں کو بتلایا کہ اپنے اندر اختصاص پیدا کیجئے جس کو جن فن سے مناسبت ہے اس میں وہ اختصاص پیدا کریں، ورنہ تو دنیا کی منڈی میں کوئی آپ پر گھاس نہیں ڈالے گا، اور ان کو بتلایا کہ دنیا بڑی ظالم ہے، یہ نافع سے انفع کو ترجیح دیتی ہے، اس لیے اپنے اندر نافعیت پیدا کیجئے، اور صلاحیت پیدا کیجئے، اس کے بعد مولانا انعام اللہ قاسمی نے طلبہ کو اپنے خطیبانہ اور البیلے انداز میں ایک پس منظر کے ساتھ طلبہ کو نصیحتیں کیں اور انکے اندر اسپرٹ اور جوش پیدا کرنے کے لیے انکو ابھارا اور ان سے توقعات وابستہ کیں، پھر مولانا نثار احمد صاحب نے اپنے ناصحانہ وواعظانہ خطاب سے طلبہ کو مربیانہ نصیحتیں کی، اخیر میں حضرت سرپرست جامعہ حافظ جمیل احمد صاحب کی دعا پر پروگرام ختم ہوا، اور مولانا رات کو ہی اپنے مسکن پر واپس آگئے۔ (ادارہ)

جائزہ

رمضان المبارک کا مہینہ
تقوی اور تربیت نفس کا مہینہ ہے

حمید اللہ قاسمی کبیر نگری مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد

رمضان المبارک کا مہینہ قمری مہینوں کے اعتبار سے نواں مہینہ ہے، جس میں روزہ رکھا جاتا ہے، رمضان ''رمض'' کے معنی میں آتا ہے، یعنی جلانا اور خاکستر کرنا، جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر راکھ اور خاکستر کر دیتی ہے، ٹھیک اسی طرح روزہ بھی لوگوں کے گناہوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے، اس مہینہ میں اللہ رب العزت کی جانب سے انسانوں پر بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، احادیث مبارکہ میں ماہ رمضان کی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص دینی و شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس ماہ کو گذارے گا، وہ یقیناً اجر عظیم کا مستحق ہوگا اور اللہ کی خاص رحمتیں اور برکتیں اس پر نازل ہوں گی۔

اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم روزہ کو اہتمام کے ساتھ رکھیں اور اس میں غفلت و سستی نہ برتے؛ کیونکہ رمضان المبارک کا مہینہ بہار کا مہینہ ہے، رمضان کا مہینہ صبر شکر کا مہینہ ہے، رمضان کا مہینہ انعام و اکرام کا مہینہ ہے، رمضان کا مہینہ تقوی اور تربیت نفس کا مہینہ ہے، یہ مہینہ تو گنہ گاروں کی بخشش کا مہینہ ہے، بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانے کا مہینہ ہے، بداعمالیوں اور معاصی سے محفوظ رہنے کا مہینہ ہے، اسی پر بس نہیں؛ بلکہ رمضان کے مہینے کو اتفاق و اتحاد کا مہینہ کہا گیا ہے، رمضان کے مہینے کو شرافت و انسانیت کا مہینہ کہا گیا ہے، رمضان کے مہینے کو غم گساری اور غم خواری کا مہینہ کہا گیا ہے، اس سے بڑھ کر کون سا مہینہ ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تبارک و تعالی نے رمضان کے مہینے کو اپنا مہینہ قرار دیا ہے۔

رمضان المبارک کی بھی اپنی ایک حیثیت ہے، پورے سال کے مہینوں میں رحمت و برکت کے اعتبار سے ''رمضان'' کو خاص امتیاز اور منفرد مقام حاصل ہے، اس مہینے کی رفعت اور قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رمضان کی پہلی رات آتے ہی شیطانوں اور سرکش جناتوں کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور جہنم کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی آواز لگاتا ہے، کہ اے خیر و برکت کے طلب گاروں! آگے بڑھو، اور اے شر و معصیت کے لٹیرو دور بھاگو، اور اسی مہینہ میں اللہ تبارک و تعالی محض اپنے فضل و کرم سے بہت سے جہنمیوں کو آزادی کا پروانہ عطا کرتے ہیں۔

رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن پاک جیسی مقدس کتاب نازل کی گئی، جو انسانوں کے لیے ذریعہ ہدایت اور سرچشمۂ حیات ہے، یوں سمجھ لیجئے کہ رمضان اور قرآن ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں، قرآن کا رمضان سے اور رمضان کا قرآن سے انتہائی گہرا تعلق ہے، جب بندۂ مومن روزہ رکھتا ہے، دن میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے، راتوں میں تراویح کا اہتمام کرتا ہے اور مالک حقیقی کے دربار میں سجدہ ریز ہوتا ہے، تو اللہ تعالی کو اپنے بندے کی یہ ادا بہت پسند آتی ہے، اس درجہ اطاعت شعاری پر اللہ پاک فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں اور اس وفا شعار بندے پر رحمت خداوندی متوجہ ہو جاتی ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر کون سا مہینہ ہو سکتا ہے کہ جس مہینے میں تمام آسمانی کتابوں کا نزول ہوا، یہی وہ مہینہ ہے جس میں حضرت موسی علیہ السلام کو توریت ملی، حضرت عیسی علیہ السلام کو انجیل ملی، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ملی اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن جیسی قیمتی

اورلازوال کتاب اسی مہینہ میں ملی،اسی قرآن شریف کے بدولت آج ضلالت وجہالت اور بدعات وخرافات میں ڈوبی ہوئی بشریت کو نوراور روشنی ملی،گم گشتہ راہ انسانوں کو ہدالت ملی،ایمان واسلام کوتازگی ملی،شیدائیان رسالت کوتقویت ملی،کفارومشرکین کومحرومی ملی۔

مسلمانوں کے لیے سال بھر میں سب سے زیادہ متبرک مہینہ رمضان کا مہینہ ہے،اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اس ماہ مبارک میں روزے کا اہتمام کریں،گناہوں سے اپنے آپ کومحفوظ رکھیں،کسی کا دل نہ دکھائیں،کسی کے ساتھ وعدہ خلافی نہ کریں،کسی کو بری بات نہ کہیں،گالی گلوچ نہ کریں اورجن جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے اس سے بازرہیں،روزہ دار کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ غیبت،حسد،غصہ،طمع ہرقسم کی اخلاقی گندگی سے اپنے کو پاک رکھے،غصہ اوراشتعال کے موقع پربھی ضبط وصبر سے کام لےاور بدگوئی وسخت کلامی کے مقابلہ میں نرمی وفروتنی اختیار کرے۔

رمضان میں روزہ رکھنے میں تکلیف گوارہ کرنی پڑتی ہے،بہت سی احتیاطیں برتنی پڑتی ہیں؛لیکن اگریہی روزہ ماحول کے دباؤ سے،یا لوگوں کی تعریف کے خیال سے،یا عادۃً محض اس لیے کہ ہرمرتبہ رمضان میں روزے رکھتے ہی ہیں،اب کے روزے کیوں چھوڑے جائیں،تو ایسے روزے میں وہ اجروثواب نہیں ہے،جس کا حدیث میں وعدہ آیا ہے کہ:''جوشخص رمضان کے روزے رکھےگا،اللہ کے وعدوں پریقین جماتے ہوئے اوراس کے اجروثواب کی لالچ میں تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہوجائیں گے''۔

اس لیے ہمیں چاہئے ہم دل وجان سے اس مہینہ کا اہتمام کریں؛ کیونکہ اس مہینہ میں انعام واکرام کے لیے خدائی خزانوں کے منھ کھل جاتے ہیں اورسمیٹنے والے ہاتھ تھک جاتے ہیں،مگر وہاں سے سلسلہ بند نہیں ہوتا،ہاں اگر کوئی بدنصیب رمضان کے تقدس اور پاکیزگی ہی کو نہ جانے،یاروزہ کوتنگدستوں اور پریشان حال لوگوں کی عبادت قراردے،تو اس حرماں نصیب کے حصہ میں محرومی اور مایوسیوں کے سوااورکیا آئے گا۔

رمضان کے فضلیت وبرتری کے بارے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ''رمضان گناہوں سے پاک ہونے کا مہینہ ہے، اہل وفا کا مہینہ ہے اوران کا مہینہ ہے جو اللہ کا ذکر کرنے والے اور صبر کرنے والے ہیں،اگر یہ مہینہ تیرے دل کی درستگی نہ کرےگا،گناہوں سے نہ بچائےگا،تو پھر کونسی چیزان چیزوں سے تجھے بچائےگی،اسی مہینہ میں تو مومنوں کے دل معرفت وایمان کے نور سے منور ہوجاتے ہیں''۔

حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگراس مہینہ میں کسی آدمی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے،تو پورے سال یہ توفیق اس کے شامل حال رہےگی اوراگر یہ مہینہ بےدلی،بےفکری،تردد وانتشار کے ساتھ گذرے گا،تو پورا سال اسی حال میں گذرنے کا اندیشہ ہے؛کیونکہ اس مہینہ کا تو ایک ایک لمحہ قیمتی ہے،علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ اہل تقوی کی لگام،مجاہدین کی ڈھال اورابرارمقربین کی ریاضت ہے،امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الٰہیہ میں سےایک اخلاق کوتو اپنے اندر پیدا کرلے،جس کوصمدیت کہتے ہیں،وہ یہ ہے کہ امکانی حدفرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہوجائے، جب یہ اپنی خواہشات پرغالب آجاتا ہے،تواعلی علیین اورفرشتوں کے آفاق تک پہونچ جاتا ہے،حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ روزہ بھوک،پیاس،ترک جماع،ترک مباشرت،زبان،قلب اوردیگراعضائےجسم کوقابو میں رکھنے کا مہینہ ہے۔

چنانچہ رمضان رحمتوں کے نزول،برکات کے ظہور،سعادتوں کے حصول اورفضل الٰہی کی تلاش وجستجو کا مہینہ ہے،اس مہینہ میں رحمتیں اس طرح نازل ہوتی ہیں کہ جس کا ہم احاطہ بھی نہیں کرسکتے''اولہ رحمۃ'' یعنی رمضان کے پہلے عشرہ میں رحمتیں خوب لٹائی جاتی ہیں ''اوسطہ مغفرۃ'' اوردوسرے عشرہ میں مغفرت کا پروانہ دیا جاتا ہے''آخرہ عتق من النار'' اورآخیرعشرہ میں دوزخ سے نجات کی خوشخبری سنائی جاتی ہے،جس میں رحمت الٰہی کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ ❁❁❁

مکتوبات اکابر

مکتوبات حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسار پوری ایک نیاز مند کے نام

محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی

حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسار پوری (خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ) سے بچپن ہی سے دید وشنید اور تعلق ہے، ان کے والد حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سے ہمارے دادا منشی عبدالعزیز صاحب کے گہرے عقیدتمندانہ تعلقات تھے، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب کی وفات کے بعد دادا محترم نے اس تعلق کوان کے خلف الصدق حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سے اسی طرح برقرار رکھا، اس نسبت اور ایک خاندانی تعلق کی بنا پر بھی حضرت مولانا کی خدمت میں بچپن سے ہی آمد ورفت رہی ہے، جب تک یہ نامہ سیاہ پپلی مزرعہ اور رائے پور طالب عالم رہا تو خط وکتابت کی نہ ضرورت پڑی اور نہ نوبت آئی، قربت مکانی کی بنا پر نیاز مندانہ حاضری ہو ہی جاتی تھی، جب راقم رائے بریلی اور لکھنؤ تعلیم حاصل کرنے گیا تب خط وکتابت کا سلسلہ شروع ہوا، وہاں سے بھی تعطیل میں گھر آنا ہوتا تو حضرت کی خدمت میں ضرور حاضری کا شرف حاصل کیا جاتا، جب ۱۹۹۴ء میں راقم سطور مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی میں داخل ہوا، تو وہاں سے حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ تحریر کیا، جس میں وہاں کے تعلیمی ماحول اور اپنی درسیات کی تفصیل لکھی، نیز وہاں گرمی کی شدت کی وجہ سے آنکھیں دکھنی آرہی تھیں، ان کی شفایابی کے لیے بھی دعا کی درخواست کی تھی، جس پر حضرت مولانا کا یہ مکتوب گرامی موصول ہوا:

۱- عزیز گرامی قدر............ سلمکم اللہ تعالی

سلام مسنون، دعوات صالحہ

آپ کے جوابی خط سے جملہ احوال وکوائف معلوم ہوئے، آنکھ کی تکلیف سے فکر ہوا، اللہ تعالی صحت وعافیت کے ساتھ علم نافع عطا فرمائے، اور ہر قسم کی کامیابی وکامرانی سے نوازے۔

میری آنکھوں میں بھی تکلیف بدستور چل رہی ہے، خود بھی دعا کریں اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی خدمت میں اگر حاضری ہو تو بعد سلام مسنون اور مزاج پرسی کے دعا کی درخواست کر دیں۔

آنکھوں کی تکلیف رفع ہونے اور کامل بصارت کے لیے خصوصی طور سے عرض کر دیں۔

میں بھی تمہارے لیے دعا کرتا ہوں، کہ اللہ تعالی ہر قسم کی تکالیف اور پریشانیوں سے محفوظ فرما کر دارین کی صلاح وفلاح عطا فرمائے۔

پرسان حال سے سلام مسنون، مولوی عبدالمنان بخیر ہیں، ملاقات پر سلام کہہ دیا جائے گا، بشرطیکہ یاد رہا۔ والسلام

(الحاج حضرت مولانا) سید مکرم حسین (صاحب سنسار پوری)

اس کے بعد پھر ایک خط حضرت والا کو لکھا جس میں اپنے تعلیمی احوال لکھے اور دعاؤں کی درخواست کی جس پر حضرت مولانا کا مندرجہ ذیل معزز نامہ ملا، جس پر ڈاکخانہ کی مہر ۹۴/۵/۱۴ء ہے:

۲- مکرمی ومحترمی جناب حافظ محمد مسعود سلمہ اللہ تعالی

سلام مسنون! آپ کا خط اچانک مل گیا ہے، چونکہ دوبارہ علی گڈھ معائنہ کے لیے جانا ہوا تھا، شاید میری عدم موجودگی میں پہنچا ہوگا، آپ کے خط سے مسرت واطمینان ہوا، آپ کے تحصیل علم کی مزید توجہ اور کوشش سے فرحت وانبساط ہوا، میری آنکھوں کی بصارت نصف بدستور متأثر ہے، اس لئے لکھنے پڑھنے سے معذوری ہے، یہ خط بھی

عزیزم عبدالمنان سے لکھوا رہا ہوں، آپ کے لیے خصوصیت سے دعا گو ہوں، حق تعالی شانہ علم نافع اور عمل صالح کی سعادتیں نصیب فرمائیں اور اخلاص کامل عطا فرمائے، ان شاء اللہ پھر ملاقات ہوگی، اگر موقع ہو حضرت مولانا (سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ) کی خدمت میں سلام اور دعا کے لیے درخواست ہے۔ والسلام

مکرم حسین

اس کے بعد جب آئندہ سال دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوا، تو وہاں سے بھی حضرت مولانا کی خدمت میں کئی خطوط تحریر کئے، پہلے ایک دستی خط بھیجا تھا، اس کے بعد ایک جوابی کارڈ لکھا تھا، جس میں اپنے تعلیمی حالات لکھے اور دعا کی درخواست کی، نیز اپنے شیخ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری کے حالات پر کتاب لکھنے کے لیے مواد جمع کر رہا تھا، تو معاصرین کے تأثرات حاصل کرنے کے لیے بزرگوں کو خطوط لکھ رہا تھا، ایک خط میں حضرت مولانا سے حضرت حافظ صاحب کے متعلق لکھنے کی فرمائش کی تھی، جس پر حضرت مولانا کا یہ مکتوب گرامی ملا:

۳- عزیز گرامی قدر سلمہ اللہ تعالی

سلام مسنون- دعوات صالحہ

سفر سے واپسی پر آپ کا دستی مکتوب ملا تھا، خوشی ہوئی، کل یا پرسوں یہ جوابی خط ملا، حق تعالی آپ کے علم وعمل میں برکت عطا فرماویں۔

انشاء اللہ حضرت حافظ صاحب کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف کے متعلق کچھ لکھوں گا، اگر چہ اپنی صحت اور دوسری مصروفیات کی وجہ سے وقت کم ہی ملتا ہے، انشاء اللہ عیدالاضحیٰ کی چھٹیوں میں جب گھر آؤ گے تو لکھ دوں گا، آپ اپنا زیادہ وقت حصول علم ومطالعہ اور کتب بینی میں خرچ کریں، مضمون نویسی وغیرہ کے لیے کافی زمانہ ہے، انشاء اللہ تعلیمی اختصاص پیدا کریں، اور خوب محنت وکوشش سے علم حاصل کریں، اگر ہو سکے تو حضرت مولانا (سید ابوالحسن علی ندی صاحب مدظلہ) سے سلام مسنون عرض کر دیں، اور دعاؤں کی درخواست۔

والسلام

مکرم حسین غفرلہ

اس کے چند دنوں کے بعد پھر حضرت کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا جس میں مضمون سابق کے ساتھ دعاؤں کی درخواست کی تھی، جس پر حضرت اقدس کا یہ معزز نامہ شرف صدور لایا، جس پر ڈاکخانہ کی مہر ۹۵/۶/۲۸ء ہے:

۴- از مکرم حسین سنسارپور ۱۶/۱/۲۸ھ

عزیز القدر مولوی محمد مسعود صاحب سلمہ اللہ تعالی

زاداللہ علمکم وفضلکم

بعد سلام مسنون! آپ کا جوابی مکتوب ایک ہفتہ قبل ملا تھا، اپنی گونا گوں علالت اور ضعف بصارت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی جس کا احساس ہے، آپ نے جس مضمون کے متعلق تحریر کیا ہے، اس میں کچھ تو لکھا گیا ہے، اور کچھ لکھنا باقی ہے، اپنی خرابی صحت کی بنا پر تاخیر ہوئی، انشاء اللہ جلد ہی کوشش کروں گا، اس کو پورا کر کے کسی کے ذریعہ یا ڈاک کے ذریعہ یا آپ ہی امتحان کی چھٹی میں آئیں تو دیدیا جائے گا، باقی آپ اپنی تعلیمی کوششوں اور رکاوٹوں میں کوئی فرق نہ آنے دیں، تعلیمی نظام میں کوئی فرق نہ ہونا چاہئے، باقی رہی مضمون نویسی کی بات یہ تو کورس پورا ہونے کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے، البتہ خالی وقت میں کچھ لکھ لیا جائے، تو مضائقہ نہیں، امید کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی ندوہ میں ہی قیام فرما ہوں گے، اگر ملاقات ہو جائے تو سلام مسنون کے بعد اپنی دینی ودنیوی صلاح وفلاح اور عافیت دارین کے لیے دعا کی درخواست کر دیں، عزیزم مجد حسین بھی آجکل میں آنے والے ہیں، ان کے پاس اکثر بیشتر جاتے رہا کرو اور صحیح مشورہ دیتے رہا کریں۔ جزاکم اللہ

مکرم حسین غفرلہ

اس کے بعد جب راقم کی کتاب ''مختصر تجوید القرآن'' چھپ کر آئی، تو حضرت مولانا کی خدمت میں بھیجی اور پھر حضرت مولانا کو ایک

خط تحریر کیا جس میں اس کتاب کے بھیجنے کی بھی اطلاع کی، اور دعا کی بھی درخواست کی، جس پر حضرت مولانا کا یہ جواب موصول ہوا:

۵- عزیز محترم مولوی محمد مسعود صاحب سلمہ اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعافیت باشند: آپ کے مرسلہ جوابی سے آپ کی تصنیف کردہ کتاب کے بارے میں معلوم ہوا، بڑی مسرت اور خوشی ہوئی، حق تعالی قبول عام وتام فرمائے اور اپنی رضا وخوشنودی کا ذریعہ بنائے اور آئندہ بھی حصول علم وعمل میں اخلاص وللّٰہیت نصیب فرمائے۔

آپ نے جولکھا ہے کہ وہ کتابچہ بھیجا ابھی تک یہاں نہیں پہنچا ہے الحمدللہ یہ معلوم کر کے بڑی خوشی اور انبساط ہوا کہ آپ کی تصنیف کردہ کتاب کو بہت سے مدارس میں داخل نصاب کرلیا گیا ہے، حق تعالی آئندہ خدمت دین ہر طرح سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آئندہ اپنے علمی انہماک میں اور مزید توجہ اور کوشش سے اختصاص پیدا کیا جائے، حق تعالی شانہ ظاہری وباطنی، علمی وعملی بعافیت وصحت وتندرستی توفیق مرحمت فرمائیں، اگر حضرت مولانا (سید ابوالحسن علی حسنی ندوی) سے ملاقات ہو اور یاد رہے تو سلام مسنون اور دعا کی درخواست کردیں۔ والسلام

مکرم حسین

کچھ دنوں کے بعد جب شیخی ومرشدی حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری کا انتقال ہو چکا تھا تو لکھنؤ سے حضرت مولانا کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا او راپنے حالات کے ساتھ اندرونی جذبات کی ترجمانی کی اور دعاؤں کی درخواست کی، جس پر حضرت کا یہ والا نامہ ملا جس پر ڈاکخانہ کی مہر غالباً ۹۶/۹/۱۵ء۔

۶- عزیز گرامی قدر محبّ مکرم زید مجدکم سلمہم اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے جوابی کارڈ سے احوال وکوائف معلوم ہوئے، آپ کی اس طلب صدق پر رشک آتا ہے، حق تعالی شانہ آخرت کی کامرانی وکامیابی کے لیے ہم کو بھی یہ فکر نصیب فرمادے، بہرحال بہتر ہے کہ اب اپنا اصلاحی تعلق قائم کرلیں، اور حضرت مولانا سید ابوالحسن صاحب مدظلہ کی ذات گرامی اس وقت ایسی موجودہ ہے حق تعالی شانہ ان کی ذات عالیہ کو تادیر ہمارے سروں پر قائم دائم رکھے، اور حق تعالی اپنی محبت وپیار نصیب فرمائے اور ہمہ وقت اپنی ذات عالیہ کا استحضار اور معیت نصیب فرماویں، اور ہر قسم کی کوتاہیوں کو درگزر فرما کر مرضی وعدم مرضی کا احساس پیدا فرمادیں، میں خود بھی دعاؤں کا محتاج ہوں، آج کل آشوب کی شکایت چل رہی ہے، اس لیے بمشکل لکھا ہے۔

والسلام

مکرم حسین غفرلہ

پھر حضرت مولانا کی خدمت میں ایک خط لکھا، جس میں اپنے احوال لکھے اور دعاؤں کی درخواست کی، جس پر حضرت مولانا کا یہ گرامی نامہ موصول ہوا، جس پر ڈاکخانہ کی مہر ۹۷/۳/۱۸ء ہے:

۷- از مکرم حسین غفرلہ سنسار پور

عزیز گرامی قدر مولوی محمد مسعود سلمہ اللہ تعالی

بعافیت باشند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بڑی ندامت اور شرمندگی کے ساتھ معذرت خواہ ہوں کہ نہ معلوم کب اور کس وقت کا یہ آپ کا جوابی کارڈ اتفاق سے مل گیا جس کا آپ کو انتظار رہا ہوگا، بہرحال اب اس کی مکافات کررہا ہوں، حق تعالی شانہ آپ کو علم وفضل سے نوازیں، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ سے سلام مسنون کے بعد دعا کی درخواست کردیں آج کل میری صحت کا حال اچھا نہیں، ظاہری وباطنی امراض سے شفایابی کے لیے آپ سے بھی دعا کر درخواست ہے، حق تعالی اپنی رضا وخوشنودی دارین میں عنایت فرمادیں، حضرت (مولانا ندوی) مدظلہ کی صحت وعافیت اور اس طرف کے سفر کا اگر ارادہ ہو اس سے بھی مطلع کریں۔ والسلام

مکرم حسین سنسار پور

اس کے بعد جب ۱۹۹۷ء میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کا انتقال ہوا، تو اس کی اطلاع بھی حضرت کو ایک خط کے ذریعہ سے دی، جس میں اپنے احوال بھی لکھے، اور حضرت مولانا منظور نعمانی کی وفات کی خبر بھی دی، جس پر حضرت مولانا کا یہ مکتوب گرامی موصول ہوا، جس کے ساتھ ایک تعزیت نامہ بھی تھا، جو حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کے صاحبزادے مولانا سجاد صاحب ندوی کو دیدیا گیا تھا، حضرت مولانا کا مکتوب گرامی مندرجہ ذیل ہے، جس پر ڈاکخانہ کی مہر ۱۹/۵/۹۷ء ہے:

۸- عزیزم مولوی حافظ قاری محمد مسعود صاحب سلمہ اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خط سے حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب کے انتقال کی خبر معلوم ہوکر رنج وغم ہوا، اس سے پہلے ریڈیو سے خبر سنی تھی، بہر حال حق تعالی شانہ ان کی مغفرت فرما کر درجات عالیہ مرحمت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل۔

بندہ بھی مختلف امراض کا شکار ہے، شافی مطلق ہر قسم کی ظاہری وباطنی بیماریوں سے شفائے کاملہ مرحمت فرمادیں، اور آپ کی صحت وعافیت کے لیے دعا گو ہوں، شافی مطلق جسمانی وروحانی ہر مرض سے شفاء کلی مرحمت فرمادیں اور علم وفضل سے نوازیں۔

ایک خط تعزیتی حضرت مولانا مرحوم کے صاحبزادگان کے نام آپ کے لفافے میں بھیج رہا ہوں، پتہ صحیح معلوم نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں، آپ خود یا کسی ذریعہ سے ان تک پہنچادیں، اگر ملنا ہو تو تعزیتی کلمات پیش فرمادیں اور دعا کی درخواست، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ کے متعلق اور صحت کے حالات سے بھی مطلع کریں اور سلام مسنون اور دعا کی درخواست پیش کردیں، جملہ اعزہ بخیر وعافیت ہیں، پرسان حال سے سلام مسنون۔

والسلام

مکرم حسین غفرلہ

اس کے بعد اور بیچ میں بہت سے خطوط لکھے جس میں سے بعض خطوط کے جوابات موصول نہ ہو سکے، میرے کاغذات میں صرف آٹھ خط محفوظ تھے جو یہاں نقل کر دئے گئے، پھر ندوہ سے فراغت کے بعد نہ خط وکتابت کی ضرورت پڑی اور نہ لکھا گیا، حاضری کا برابر معمول رہا ہے، گذشتہ سال جب راقم نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی سے ایک ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے اجراء کا پروگرام بنایا، تو حضرت مولانا سے بھی پیغام لکھنے کا مطالبہ کیا، حضرت نے از راہ شفقت مندرجہ ذیل پیغام ارسال فرمایا:

۹- محبّ مکرم عزیزم مولانا مفتی محمد مسعود صاحب عزیزی ندوی سلمہ اللہ تعالی ماشاء اللہ ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' کے زیر نگرانی طلبہ وطالبات کے الگ الگ تعلیمی ادارے چند سالوں سے چلا رہے ہیں اور ماشاء اللہ اس سے بڑے اچھے نتائج اور عوام وخواص میں تعلیم وتربیت کا ذوق وشوق بڑھ رہا ہے جو مستقبل میں امت مسلمہ کے لیے روشن منارہ کی حیثیت رکھتا ہے، اب اسی کے زیر نگرانی ایک اصلاحی، دعوتی، تربیتی رسالہ ''نقوش اسلام'' کے نام سے جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، حق تعالی شانہ اس کے ذریعہ سے امت میں اپنے بچوں اور اپنے عوام وخواص میں اس کو تعلیمی ذوق وشوق کا ذریعہ بنائے۔

آج زمانہ قلم کا ہے اور صحافت کا، باطل وغلط اور ہلاکت خیز نظریات اور دنیا کی چمک دمک کی نشر واشاعت غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط کا لیبل لگا کر پیش کرتی ہے، اور اس میں میڈیا اور صحافت کا خاص رول ہوتا ہے، اس لیے آج ضرورت اس بات کی ہے، کہ ایسے اصحاب علم وقلم اور اصحاب درد واخوت آگے آئیں اور اسلام کی صحیح تصویر اور نقوش اسلام پیش کریں جس پر امت مسلمہ کی بداعمالیوں سے گرد وغبار پڑ گئی ہے اور مسلم معاشرے کو صالح معاشرہ میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے، اور اس ہلاکت خیز حیوانیت سے نکال کر صحیح انسانیت کی راہ پر لگایا جائے جو یقیناً ایک ابدی اور لازوال نعمتِ عظمیٰ ہے، اور برے عقائد، رسم ورواج اور بدعات وخرافات سے امت مسلمہ کے نکلنے کا ذریعہ بن

جائے، بہرحال امت مسلمہ کے عوام وخواص اس سلسلہ میں موصوف کا ہر قسم کا دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔

مکرم حسین غفرلہ

ابھی قریب میں راقم نے اپنی کتاب ''چند مایہ ناز اسلاف، قدیم وجدید'' کے لیے حضرت مولانا سے چند کلمات تبریک لکھنے کی درخواست کی، حضرت مولانا نے اپنے عوارض وامراض اور ضعف کے باوجود جو تحریر عنایت فرمائی وہ تبرکاً نقل کی جاتی ہے:

۱۰- گرامی قدر مولوی مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ تعالیٰ کو حق تعالیٰ شانہ نے بڑے علم وفضل اور دوسری علمی صلاحیتوں سے نوازا ہے، ان کو لکھنے کا اچھا ذوق ہے، ان کی متعدد کتابیں چھپ کر منصۂ شہود پر آچکی ہیں، اس طرح ان کا علمی فیض برابر جاری ہے، یہ سب ان پر اللہ تعالیٰ کا انعام خاص ہے، اور بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے، اس لیے کہ آپ کے دادا مرحوم منشی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگوں سے خصوصاً ہمارے آباء واجداد سے بڑا گہرا تعلق ولگاؤ تھا، جن کی دعاؤں اور تعلق ومحبت کا یہ ثمرہ ہے، یہ کتاب ''چند مایہ ناز اسلاف، قدیم وجدید'' موصوف کے ان مضامین کا مجموعہ ہے، جو انہوں نے گذشتہ بارہ تیرہ سال کے درمیان مختلف موقعوں پر لکھے تھے، موصوف کے اصلاحی ودعوتی مضامین کے پڑھنے اور دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو یقیناً امت کے لیے بڑے نافع اور مفید ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ امت کے لیے زیادہ سے زیادہ نافع بنائے اور قبول فرمائے۔

ایک داعی کے لیے ضروری ہے کہ اس کے قول وعمل میں تضاد نہ ہو، اس کی دعوت کا اسلوب پیغمبروں کے انداز پر ہو، وہ اپنے مخاطب کی نفسیات کو ملحوظ رکھ کر دینی دعوت کو پیش کرے، داعی کو بے لوث اور بے غرض ہونا چاہئے اور ''ان اجری الا علی اللّٰہ'' کو ذہن میں مستحضر رکھنا چاہئے، اس سے دعوت کا کام مؤثر اور انقلاب انگیز ہوتا ہے، اس کتاب کے جو مضامین ہیں وہ ایسے ہی اصحاب قلوب، نفوس قدسیہ اور اصحاب دعوت وعزیمت کے سوانح حیات اور حالات زندگی سے متعلق ہیں، جن کی زبان میں اور جن کی باتوں میں اللہ نے تاثیر رکھی تھی اور انہوں نے ایسے اصلاحی کام انجام دیئے ہیں کہ وہ تاریخ کے ہیرو وابطال بن گئے ہیں، اور ان کے دعوتی واصلاحی کارنامے آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہیں، ان کے حالات زندگی پڑھ کر خود اپنی زندگیوں میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے، خدا کرے کہ یہ کتاب نئی نسل کی زندگی میں انقلاب لانے کے لیے مہمیز کا کام کرے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس کتاب کو نافع بنائے۔ آمین...... والسلام

۶/۸/۲۰۰۷ء — سید مکرم حسین

حضرت مولانا اس وقت مغربی یوپی کے ضلع سہارنپور میں ایک مشہور بزرگ اور حضرت رائے پوری کے خلیفہ کے نام سے مشہور ہیں، آپ کا فیض ہندوستان کے دور دراز علاقوں کو مستفیض کرتا ہوا حدود ہند سے پار ہو کر غیر ممالک تک پہنچ گیا ہے، حضرت مولانا کریم بن کریم ہیں، سادات حسینی سے تعلق ہے، آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب مشہور بزرگ اور حضرت رائے پوری کے خلیفہ تھے، آپ کی پیدائش ۱۹۳۳ء میں ہوئی، آپ نے مظاہر علوم میں تعلیم مکمل کی اور حکمت سیکھی، بچپن سے ہی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کی خدمت میں حاضری کا معمول رہا، اور حضرت رائے پوری کی زیر تربیت سلوک وطریقت کے منازل طے کئے، یہاں تک کہ حضرت نے آپ کو جوانی ہی میں خلافت سے سرفراز کر دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانی وجسمانی امراض کا حکیم بنایا ہے جس کی وجہ سے آپ روحانی مریضوں کے ساتھ جسمانی مریضوں کا بھی علاج کرتے ہیں اور روزانہ مطب میں بھی اہتمام سے بیٹھتے ہیں، اس طرح اللہ کی مخلوق ہندو مسلم سب آپ کے فیض سے مستفیض ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تا دیر قائم رکھے، اور اس سیہ کار کو اپنے پاک لوگوں کو نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مختصر تعارف

مرکز احیاء الفکر الاسلامی

مقاصد، سرگرمیاں، منصوبے

اور

تصدیقات اکابر علماء

آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

مرکز احیاء الفکر الاسلامی

ایک دعوت، ایک تحریک، ایک کارواں

مرکز احیاء الفکر الاسلامی ایک دینی، دعوتی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی، تعلیمی اور جامع عالمی ادارہ ہے، جس کا قیام مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دیگر علماء حق دیوبند، سہارنپور، رائے پور کی سرپرستی میں رجب ۱۴۲۱ھ مطابق اکتوبر ۲۰۰۰ء میں قرآن وحدیث اور اسلامی فکر کی دعوت وتبلیغ اور اشاعت کے لیے عمل میں آیا، جس کے بلند مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

اغراض ومقاصد

☆ قوم کے اندر صحیح اسلامی فکر اور دینی بیداری اور دینی حمیت پیدا کرنا۔

☆ عصری اسلوب میں اسلامی کتب، دینی پمفلٹ اور دعوتی، فکری اور ادبی لٹریچر تیار کرنا اور علماء حق کی کتابوں کی اشاعت کرنا۔

☆ ایسے علماء تیار کرنا جو کتاب وسنت کے وسیع وعمیق علم کے ساتھ جدید حالات وعصری علوم سے بخوبی واقف اور زمانے کے نبض شناس ہوں۔

☆ انٹر یا ہائی اسکول پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات نیز لڑکیوں کو الگ الگ پانچ سال کی قلیل مدت میں خصوصی کورس کے ذریعہ عالم دین بنانا۔

☆ اسلامی شفاخانوں کا قیام تاکہ نادار طلبہ کے ساتھ غرباء اور مساکین کا بھی علاج مفت اور اطمینان بخش ہو سکے۔

☆ مکاتب اور مساجد کا قائم کرنا۔ ☆ غرباء ومساکین کے لیے پانی کا انتظام کرنا، ہینڈ پمپ اور ٹیوب ویل لگوانا۔

☆ اسلام کے خلاف مستشرقین کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات دینا اور یہ ثابت کرنا کہ اسلام ہر زمانہ میں اور ہر جگہ قیادت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

☆ اتحاد ملی اور اخوت اسلامی کے جذبات کو فروغ دینا اور نزاع باہمی کے فتنہ کو ختم کرنا۔

☆ مسلمانوں کو مادی قوتوں اور مغربی افکار سے متاثر ہونے سے روکنا۔

☆ فرق ضالہ کا مقابلہ کرنا اور ان کو اسلام کا پیغام پیش کرنا۔

☆ برادران وطن اور غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پیش کرنا اور ان کے سامنے اس کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے باعث رحمت بتانا اور پیام انسانیت پیش کرنا۔ ☆ عربی، اردو، انگریزی اور ہندی وغیرہ میں دینی ماہنامے جرائد ومیگزین نکالنا۔

☆ سال میں کم از کم ایک مرتبہ ہند اور بیرون ہند کے اکابر علماء مفکرین اور دانشور حضرات کا جمع ہو کر دعوت وتبلیغ کے موثر منصوبے بنانا اور ملت کے مسائل کا حل پیش کرنا اور مسلمانوں کے اسلامی فکری نشو ونما کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا۔

دائرہ کار

مذکورہ بالا مقاصد کو بروئے کار لانے اور عملی جامہ پہنانے کے لیے مرکز کے دائرہ کار کو مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱- جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ ۲- جامعۃ فاطمۃ الزہراء للبنات ۳- اے ایس پبلک اسکول

۴- مکتبۃ الامام ابی الحسن العامۃ ۵- جمعیۃ اصلاح البیان ۶- دعوت وارشاد ۷- دارالافتاء

۸- مجلس صحافت اسلامیہ ۹- دارالبحوث والنشر ۱۰- مطبخ

جامعة الاما م أبی الحسن الاسلامیة

تحفیظ القرآن الکریم :جس میں حفظ قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے، نیز اردو کی تعلیم نقل اور املاء کا بھی اہتمام کرایا جاتا ہے، دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، کلمے اور ادعیۂ ماثورہ مسنونہ یاد کرائی جاتی ہیں، اس شعبہ میں حفظ کلام پاک کی مدت تین سال ہے۔

کلیة التجوید:-اس شعبہ میں روایت حفص کی متداول اور اہم کتب معتبرہ کے پڑھانے اور قرآن کریم کا اجراو مشق کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے، جس کی مدت ایک سال رکھی گئی ہے۔

تدریب ائمہ مساجد: -اس شعبہ کا قیام اس لیے ہوا تا کہ ائمہ حضرات اور مدرسین کو تجوید وقرأت کی بعض اہم کتابیں پڑھائی جائیں اور ان کو قرآن کریم کی تجوید کے ساتھ مشق کرائی جائے، نیز امامت کے مسائل واحکام کے سکھانے کے لیے مستقل ایک کتاب لکھی گئی ہے، تا کہ اس کی روشنی میں مسائل امامت سے واقفیت کرائی جائے، اس کی مدت ۳ ماہ، ۶ ماہ/اور ایک سال ہے۔

کلیة الشریعة واصول الدین: -اس شعبہ میں عالمیت اور دینیات کے کئی کورس رکھے گئے ہیں۔

آٹھ سالہ کورس : --جس میں عربی اول سے آخر تک صرف ونحو عربی، عربی ادب، سیرت نبوی، تاریخ اسلامی، فقہ وحدیث اور تفسیر اور علوم عصریہ میں سے انگریزی، ہندی حساب، سیاسیات، اقتصادیات، جغرافیہ، سائنس وغیرہ تمام علوم کا بندوبست کیا گیا ہے، اس شعبہ میں داخلہ کے مستحق وہ طلبہ ہیں جو حافظ قرآن، یا ناظرہ قرآن اور اردو لکھنا پڑھنا اور ابتدائی ہندی اور انگریزی سے بھی واقف ہوں۔

پانچ سالہ خصوصی کورس :- یہ کورس ہائی اسکول یا انٹر پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے وضع کیا گیا ہے، جس میں ان کو مذکورہ علوم شرعیہ عربیہ پڑھائے جائیں گے اور عالمیت کی سند فراغت دی جائے گی۔

ایک سالہ کورس :-اس درجہ میں صرف وہ اسکولی تعلیم یافتہ حضرات یا معمولی لکھے پڑھے حضرات ہوتے ہیں جو زیادہ وقت نہیں دے سکتے، ان کو ایک سال میں صرف دینیات اور اسلامیات کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے اور ان اسلامی معلومات، مسائل سے واقفیت کے ساتھ دینی ذہن بنایا جاتا ہے۔

ایک ماہ یادوماہ کا کورس :-اسکول یا کالجیز میں پڑھنے والے طلبا کے لیے جون جولائی کی چھٹیوں میں مرکز کی عمارت یا کسی بھی بڑے شہر میں مرکز کے تحت ایک دینی، تعلیمی، تربیتی کیمپ لگایا جائے گا، جس میں ماہر اساتذہ، اسکالر، اسلامیات، دینیات اور اسلامی تاریخ سے متعلق لیکچر اور محاضرے دیں گے۔

شعبہ کمپیوٹر:- عربی پڑھنے والے طلبہ کو کمپیوٹر کا کورس بھی کرایا جاتا ہے، جس میں ان کو اردو اور انگریزی میں کمپیوٹر کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے۔

جامعہ فاطمة الزہراء للبنات

یہ جامعہ لڑکیوں کی اعلی تعلیم وتربیت کے لیے قائم کیا گیا ہے، جس میں ابتداءً لڑکیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، ادعیہ ماثورہ اور اردو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے، یہ لڑکیوں کا دوسالہ کورس ہے۔

لڑکیوں کا پانچ سالہ کورس : -اس میں وہ لڑکیاں پڑھتی ہیں جو ہائی اسکول یا انٹر پاس ہوں، یا مڈل یا پرائمری ہوں، یا جو حافظ قرآن یا ناظرہ قرآن اور اردو لکھنا پڑھنا جانتی ہوں، ان کو پانچ سال میں صرف ونحو عربی، عربی ادب، تاریخ اسلام، سیرت نبوی، حدیث وتفسیر اور فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے، نیز کمپیوٹر اور امور خانہ داری، کشیدہ کاری اور گھریلو دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے۔

اے،ایس پبلک اسکول

یہ اسکول اس لیے قائم کیا گیا ہے، تا کہ مسلمانوں کے بچے یہاں دینی ماحول میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیم وتربیت کے ساتھ عصری، دنیوی اور اسکولی تعلیم سے بھی آراستہ ہوں ہندی اور انگریزی کی معیاری تعلیم کا نظم ہے، فی الحال پرائمری تک تعلیم جاری ہے، ان شاء اللہ آئندہ ہائی اسکول

اور انٹر لیول کی تعلیم کا منصوبہ ہے۔

جمعية اصلاح البيان

یہ شعبہ طلبہ کا وہ اسٹیج ہے جس سے وہ اردو اور عربی میں کتابت وخطابت کے شہسوار بن سکیں گے، اس کے پروگراموں کو تین طرح تقسیم کیا گیا ہے۔

بزم خطابت :- طلبہ میں تقریری ذوق وصلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہفتہ واری پروگرام کا نظم کیا گیا ہے، جس میں طلبہ متعینہ موضوع پر تمام طلبہ کے سامنے تقریر کرتے ہیں۔

بزم مقالات : -طلبہ میں تصنیف وتالیف اور مقالہ نگاری ومضمون نویسی کی مشق کے لیے ہر پندرہ دن کے بعد اس بزم کا انعقاد کیا جاتا ہے، طلبہ کسی خاص متعینہ موضوع پر مقالہ لکھ کر جمعیۃ کے پروگرام میں اس کو پیش کرتے ہیں۔

النادی العربی :- عربی میں تقریری صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہر ہفتہ جمعرات کو تعلیمی گھنٹوں کے بعد النادی کے جلسہ کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں طلبہ عربی میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔

مكتبة الاما م ابی الحسن العامة

لائبریری یا کتب خانہ کسی بھی ادارے کی ریڑھ کی ہڈی اور وہ سرچشمہ ہوتا ہے جہاں علمی پیاس بجھائی جاتی ہے اور مطالعہ وتحریر وتحقیق اور تصنیف وتالیف نیز درس وتدریس میں اس سے مراجعت واستفادہ کیا جاتا ہے، اس میں درسی وغیر درسی کئی سو کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں، مزید اضافہ کی کوشش کی جارہی ہے۔

دارالافتاء

مسلمانوں کے ملی اور عائلی مسائل کا حل شریعت مطہرہ کی روشنی میں کرنے کے لیے یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، تاکہ وہ دینی احکام ومسائل سے متعلق سوالات اور استفتاء لکھ بھیجیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں جوابات اور فتوی حاصل کریں۔

دعوت وارشاد

چونکہ مرکز کا اصل قیام ہی کتاب وسنت کی تعلیم وتبلیغ اور لوگوں کو دعوت وارشاد کے فریضہ سے واقف کرانے کے لیے ہوا ہے، اس لیے اس میں دعوت وارشاد کے کام کو کئی طرح سے تقسیم کیا گیا ہے۔

اول:- طلبہ کی ۲۴؍گھنٹے کی جماعت جمعرات کو علاقے کے کسی بھی گاؤں میں جاتی ہے اور جمعہ کو واپس آتی ہے اور عوام میں دعوت واصلاح کا فریضہ انجام دیتی ہے، تاکہ طلبہ کا خود بھی دعوتی مزاج بنے اور عامۃ المسلمین کو فائدہ پہنچے۔

دوسرے:- ماہانہ تبلیغی جماعت کا جوڑ بھی ہوا کرے گا، تاکہ لوگوں کی جماعتیں آئیں اور کچھ نئی جماعتیں بھیجی جائیں اور ان کے سامنے دعوت وتبلیغ کے اصول بیان کئے جائیں۔

تیسرے:- سال میں تین چار پروگرام عام مسلمانوں کے لیے رکھے جائیں گے، جن میں اکابر علماء میں سے کوئی بھی ایک عالم تقریر کرے گا اور لوگوں کو قرآن وحدیث، سیرت نبوی اور تاریخ اسلامی کی روشنی میں سمجھائے گا اور اپنی دعوت پیش کرے گا۔

چوتھے:- سال میں تین چار پروگرام برادران وطن اور غیر مسلم بھائیوں کے لیے کئے جائیں گے، جن میں اہم دانشور، مفکرین، اسکالر اور داعی حضرات آکر ان کو اسلامیات کے موضوع پر خطاب کریں گے اور پیام انسانیت دیں گے، اسلام کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے اس کو باعث رحمت ثابت کریں گے۔

مجلس صحافت اسلامیہ

مجلس اس لیے قائم کی گئی تا کہ اس کے ذریعہ عربی، انگریزی، ہندی اور اردو، میں دینی، اسلامی، فکری، دعوتی اور اصلاحی ماہنامے جرائد ومیگزین کی شکل میں نکالے جائیں، نیز انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلامی دعوت وفکر اور اس کے مشن کو پوری دنیا میں پہونچایا جاسکے، فی الحال اس شعبہ سے ایک مؤقر علمی واصلاحی اور دعوتی ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہورہا ہے۔

دارالبحوث والنشر

اس شعبہ میں عصری اسلوب میں حالات کے تقاضوں کے مطابق عربی، اردو، ہندی اور انگریزی وغیرہ میں بہت وقیع اور معیاری اسلامی لٹریچر اور دینی رسائل وپمفلٹ تیار کر کے شائع کیے جاتے ہیں، تا کہ تھوڑے وقت میں زیادہ معلومات، پیغام اور دعوت فکر وعمل پیش ہوسکے، علماء حق کی دینی، دعوتی، اصلاحی، فکری اور ادبی کتابوں کی اشاعت کی جاتی ہے، اس شعبے سے اب تک ۱۱ رکتابیں شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہیں۔

شعبہ مطبخ

یہ شعبہ مرکز کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعۃ فاطمۃ الزہراءللبنات میں مقیم طلبہ وطالبات کے طعام وکھانے کے لیے قائم ہے، جس میں طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد کا کھانا تیار کیا جاتا ہے، جس کے لیے مستقل ایک تجربہ کار باورچی ہے، جو دونوں وقتوں کا کھانا اور ناشتہ تیار کرتا ہے، مطبخ کے تحت ایک گودام ہے، جس میں مطبخ کے لوازمات غلہ، اناج، سبزیاں، دال وغیرہ ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

کارگزاری

مرکز کے تحت چلنے والے جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعہ فاطمۃ الزہراءللبنات میں طلبہ اور طالبات کی ایک کثیر تعداد زیر تعلیم ہے، اس وقت پندرہ افراد پر مشتمل اسٹاف مرکز میں کام کررہا ہے۔

۱- ڈیڑھ بیگہ آراضی خرید کر اس پر جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ کی بلڈنگ تعمیر ہوچکی ہے، جس میں چھ درسگاہیں، ایک دفتر، ایک لائبریری، ایک مہمان خانہ اور ۱۲ رکمروں پر مشتمل ایک ہاسٹل (دارالاقامہ) تیار کردیا گیا ہے، اس طرح ۲۱ رکمرے تعمیر ہوچکے ہیں، ایک شاندار مسجد تعمیر کردی گئی ہے، پانی کی ٹنکی بنادی گئی ہے اور چہار دیواری بھی کرادی گئی ہے، مزید بارہ بیگہ زمین خریدی گئی ہے، جس کی قیمت ابھی تک ادا نہیں کی گئی ہے۔

۲- لڑکیوں کے مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراءللبنات کے لیے ایک بیگہ آراضی خرید کر اس پر ۱۳ رکمروں اور ایک بڑے ہال پر مشتمل دومنزلہ بلڈنگ تعمیر کردی گئی ہے۔

۳- دارالبحوث والنشر کے تحت اب تک گیارہ مندرجہ ذیل علمی، اصلاحی اور دعوتی کتابوں کی طباعت ہوچکی ہے۔

☆ مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا ☆ مختصر تجوید القرآن ☆ رہنمائے طریقت ☆ اسلام میں پردہ کی اہمیت۔
☆ بخاری شریف کی آخری حدیث کے دو آب دار موتی ☆ تذکرہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
☆ مقالات ومشاہدات ☆ الامامۃ فی الصلاۃ مسائلہا وأحکامہا ☆ چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید
☆ جیب کی تجوید ☆ شرح نایاب اردو زبان کی پانچویں کتاب۔

۴- مجلس صحافت اسلامیہ سے ایک دینی، دعوتی، علمی، ادبی، ثقافتی، فکری اور اصلاحی ترجمان ماہنامہ نقوش اسلام مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہوکر مقبول ہورہا ہے۔

فوری ضرورت

مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل اوران میں مزید جلا بخشنے وترقی کے لیےجن چیزوں کی فوری ضرورت ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ کی مستقل دومنزلہ عمارت جس میں بیک وقت ۳۰۰ رطلبہ رہ سکیں۔

☆ جامعہ کی درسگاہوں کے لیے مستقل ایک عمارت ☆ جامعۃ فاطمۃ الزہراءللبنات کی مستقل دومنزلہ عمارت کی تکمیل

☆ لائبریری کی مستقل عمارت اوراس میں کتابوں کی فراہمی ☆ مرکز کےتمام شعبہ جات کے لیےایک مستقل عمارت

☆ ایک بڑے جنریٹر کی ضرورت ☆ علاقے کی لڑکیوں کولانے کے لیےایک موٹروین کی ضرورت

☆ مطبخ کےلوازمات وضروریات

مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں تشریف لانے والے علماء کرام

جنھوں نے مرکز کے تعلیمی وتعمیری پروگراموں کودیکھا،طلبہ وطالبات کا تعلیمی معیار پرکھااور مرکز کی ضروریات کومحسوس کرکےاپنے مشاہدات وتأثرات تحریرفرمائے۔

☆مفکرملت حضرت مولانا سیدمحمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماءلکھنؤ
☆ عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری
☆حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند
☆حضرت مولانا محمد انظرشاہ کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم وقف دیوبند
☆حضرت مولانا سیدسلمان حسینی ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماءلکھنؤ
☆حضرت مولانا محمدکلیم صدیقی صدر جمعیۃ شاہ ولی اللہ پھلت
☆حضرت مولانا قاری عبدالرؤف استاذ تجویدوقراءات دارالعلوم دیوبند
☆ حضرت مولانا حافظ محمد ایوب کاڈواپورٹ شیپٹن
☆حضرت مولانا محمدالیاس صاحب مہتمم جامعہ بیت العلوم پپلی مزرعہ
☆حضرت مولانا عبدالباری صاب ندوی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل
☆ حضرت مولانا محمدالیاس صاحب ندوی،مولانا ابوالحسن اکیڈمی بھٹکل
☆ حضرت مولانا محمداختر صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ
☆حضرت مولانا حکیم محمدعثمان صاحب قاسمی مقیم مدینہ منورہ
☆حضرت مولانا محمداقبال صاحب ملاندوی بھٹکل
☆حضرت مولانا نعمت اللہ ندوی استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل
☆طبیب حاذق حضرت مولانا سیدمکرم حسین صاحب سنسارپوری
☆حضرت مولانا سعیدالرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماءلکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماءلکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمدسلمان مظاہری ناظم مظاہرعلوم سہارنپور
☆حضرت مولانا سیدعبداللہ حسنی ندوی استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماءلکھنؤ
☆حضرت مولانا محمدعمرصاحب سابق نائب مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد
☆حضرت مولانا محمد گوراصالح جی ندوی دربن
☆جناب حضرت الحاج عبدالرحیم صاحب گومرالوساکا
☆جناجب الحاج موسیٰ اسماعیل درسوت دربن
☆حضرت مولانا محمدمنذرصاحب ندوی جامعہ اسلامیہ دارالقرآن سرخیز احمدآباد
☆حضرت مولانا محمداسلم صاحب ناظم کاشف العلوم چھٹمل پور
☆حضرت مولانا قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مہتمم جامعۃ القراءات کفلیۃ سورت
☆مولانا قاری رکن الدین صاحب مقیم حال دبئی
☆حضرت الحاج ماسٹرمحمدشفیع صاحب ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل
☆حضرت مولانا محمدفرقان صاحب مدنی مہتمم جامعۃ القرآن بجنور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ

معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء لکھنؤ و پروفیسر جامعہ ام القری مکہ مکرمہ

برادرم نوجوان فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی اپنی تصنیفات کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، انہوں نے تصنیف وتالیف اس وقت سے شروع کردی تھی جب وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم تھے، وہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے مخلص ترین شاگردوں میں سے ہیں، حضرت مولانا کی خدمت میں رہنے کا موقع بھی انکو ملا ہے، انہوں نے ایک مرکز ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' کے نام سے قائم کیا جس کے مقاصد میں دعوت الی اللہ کا کام سلف صالحین کے منہج خاص طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے طریقے پر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انہوں نے ایک لڑکوں کا مدرسہ اور ایک لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعہ دینی تعلیم اور عربی زبان اور اسلامی تہذیب وثقافت کو پھیلائیں، اس بات کے پیش نظر کہ مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی اپنے مدارس اور مرکز کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اصحاب خیر کے تعاون کے محتاج ہیں، میں اہل خیر حضرات سے امید کرتا ہوں کہ مولانا موصوف کا تعاون فرمائیں گے، اس لیے کہ وہ امانت دار مخلص آدمی ہیں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مقاصد کو پورا فرمائے، مشکلات کو آسان فرمائے اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فدائے ملت حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنیؒ صدر جمعیۃ علماء ہند

''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' مظفرآباد ضلع سہارنپور (یوپی) اپنے علاقہ کا ایک دینی، تعلیمی مدرسہ ہے، جو مقامی وبیرونی مسلمان بچوں کی دینی، تعلیمی خدمات بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے۔

میری اصحاب خیر اور باہمت حضرات سے اپیل ہے کہ دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح کا تعاون کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔

ان اللّٰہ لایضیع اجر المحسنین

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مقیم خانقاہ رحیمی رائے پور

مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے خوشی ہورہی ہے کہ قصبہ مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں ایک دینی، دعوتی، اصلاحی، فکری وتربیتی اور تعلیمی ادارہ ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' اکابرین کی سرپرستی میں قائم کیا گیا ہے، اس کے بانی عزیزم محترم مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی ہیں، یہ اپنی نوعیت کا ایک مثالی ادارہ ہے، جس کے مقاصد بہت ہی جلیل اور عظیم الشان ہیں، اس مرکز کے تحت ''جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ'' اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' اور دوسرے کئی دعوتی شعبے چل رہے ہیں، مرکز میں طلبہ وطالبات کی ایک کثیر تعداد زیر تعلیم ہے، اللہ تعالیٰ مرکز کو قبول فرمائے اور اس کی تعمیر وترقی میں چار چاند لگائے۔

اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ مرکز کا ہر طرح کا تعاون فرمائیں اور اپنے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں مجھے حاضری کا موقع ملا، یہ ایک علمی ودعوتی مقصد سے قائم کیا ہوا ادارہ ہے، جس کو عزیز مکرم مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے اپنی علمی ودینی جدوجہد کا مرکز بنایا ہے، یہ انہی کا قائم کردہ ہے اور وہ اس کے ذریعہ فکر اسلامی اور دعوت اسلامی کے مقاصد کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کا جذبۂ عمل اور صحت فکر کو دیکھ کر بڑی توقع ہوتی ہے کہ اس ادارہ سے انشاءاللہ خیر کا بڑا کام انجام پا سکے گا اور چونکہ اس ملک کے صحیح اور مخلصانہ کردار کے ادارے عامۃ المسلمین کے تعاون سے ہی چلتے ہیں، اس لیے اس ادارہ کو بھی یہی راہ اختیار کرنا ہوتی ہے، اس طور پر اس کو اہل خیر حضرات کے تعاون کی بھی ضرورت ہے۔

میں دعاء گو ہوں کہ یہ ادارہ دین وفکر اسلامی کی خدمت بطریق احسن واکمل انجام دے اور قبول حاصل کرے، آمین

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

آج مورخہ ۱۹/ذوقعدہ ۱۴۲۵ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۰۵ء بروز شنبہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور جامعہ فاطمۃ الزہراء میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، جامعہ فاطمۃ الزہراء میں بچیوں کے مختصر پروگرام میں بھی شرکت کا موقع ملا، ان کی اردو وعربی تقریریوں کو سن کر اندازہ ہوا کہ بچیوں کا تعلیمی معیار بہتر ہے، مرکز کو دیکھ کر اور اس کے اساتذہ وطلبہ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی، طلبہ پر تعلیم وتربیت کے آثار نمایاں تھے، اساتذہ نہایت بااخلاق تھے، مرکز اور جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کے اندر علمی اور دینی صلاحیت کے ساتھ ساتھ انتظامی صلاحیت بھی علی وجہ الاتم موجود ہے۔

حضرت مولانا قاری عبدالرؤف صاحب بلندشہری استاذ دارالعلوم دیوبند

آج مورخہ ۱۲/۶/۱۴۲۵ھ کو جناب حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی دامت برکاتہم کی دعوت پر بمعیت جناب قاری محمد ساجد صاحب فیضی، قاری ریڈیو وٹی وی اسٹیشن دہلی اور جناب قاری محمد ارشاد صاحب مدرس تحفیظ القرآن دارالعلوم دیوبند، مسجد رشید موضع مظفرآباد، ضلع سہارنپور کے افتتاح کے سلسلہ میں حاضری کی سعادت ہوئی اور مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں چند گھنٹے قیام کیا، مرکز کی عمارت کا معائنہ کیا اور مرکز ہذا کے طلبہ کی زیارت بھی کی، ماشاءاللہ مرکز کی عمارت بہت عمدہ ہے، جناب مفتی محمد مسعود صاحب زید مجدہم سے مل کر ان کے اخلاق کریمانہ سے متأثر ہوئے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا، موصوف سے ملاقات کر کے محسوس ہوا کہ عزائم بہت بلند رکھتے ہیں اور ملت اسلامیہ کی خدمت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی نے تدریسی، تصنیفی، اصلاحی اور انتظامی صلاحیتوں سے خوب خوب نوازا ہے، حلم، تدبر، منکسر المزاجی، شگفتہ کلامی، نرم گوئی، جبلی اوصاف ہیں، سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالی ایسے حضرات کو ہی تعمیر ملت کے لیے منتخب فرماتے ہیں، موصوف مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے مؤسس وبانی اور ناظم ہیں، جس کے قیام کو اب تک ڈھائی سال کا عرصہ ہوا ہے جس میں سات مدرسین ہیں اور دیگر دو ملازم اعمال مرکز میں مصروف ہیں، طلبہ کی کثیر تعداد داخل ہے، ایسے مرکز کا تعاون ہر غیور مسلمان کا فرض ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالی اس مرکز کے فیض کو عام فرمائے اور باعتبار تمام تر محاسن ترقیات عطا فرمائے۔ آمین والسلام

حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

چند سال قبل ہمارے علاقے کے موضع مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں عزیزم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے نام سے دینی تعلیمات کا سلسلہ شروع کیا تھا، الحمدللہ اس مرکز کے تحت جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے نام سے

دو مدرسے دینی تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ تعمیر کا سلسلہ بھی الحمدللہ جاری ہے اور مرکز کی متعدد عمارات زیر تعمیر ہیں اور انہی میں بنین اور بنات کی تعلیم بھی جاری ہے، احقر کو مدرسہ میں حاضری کا موقع ملا ہے، دل سے دعا ہے کہ حق تعالی اراکین مدرسہ کو ان کے تمام تعلیمی اور تعمیری پروگراموں میں کامیابی عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی صدر جمعیۃ شباب اسلام لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد ضلع سہارنپور ایک دینی، تعلیمی اور دعوتی ادارہ ہے، جس کو مولوی مسعود عزیزی ندوی نے قائم کیا ہے، مجھے مرکز کو دیکھنے کا موقع ملا ہے، جس کے مقاصد میں اسلامی کتب اور دعوتی پمفلٹ کو مختلف زبانوں میں شائع کرنا اور مسلمانوں کے درمیان دینی تعلیم کی اشاعت کرنا ہے۔

مولوی صاحب موصوف نے ایک لڑکوں کا مدرسہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور دوسرا لڑکیوں کا مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراہ للبنات بھی قائم کیا ہے، وہ اپنے ان کاموں میں مسلمانوں کے تعاون کے مستحق ہیں، تاکہ وہ اپنے تعلیمی اور دعوتی پروگراموں کو پورا کر سکیں۔

اللہ تعالی موصوف کو اسلام اور مسلمانوں کے خیر کے کاموں کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعۃ فاطمۃ الزہراء للبنات میں حاضری ہوئی، پہلی مرتبہ اس علاقہ میں کسی مدرسۃ البنات میں بخاری شریف کے ختم کے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل ہو کر بے پناہ مسرت ہوئی اور ان سب کاموں کے روح رواں مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ ورعاہ کی انتھک کوششوں کے لیے دل سے دعائے خیر نکلی، اللہ تعالی آئندہ ان کی عمر میں برکت عطاء کرے اور ان کے مساعی میں بیش از بیش روز افزوں ترقیات نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے۔

حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری مسعودی شیخ الحدیث وقف دارالعلوم دیوبند

آج مورخہ ۳/ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ کو مکرمی جناب مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ ناظم مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور کے زیر اہتمام سرگرم کار بنات کے جامعۃ فاطمۃ الزہراء للبنات اور جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ میں حاضری ہوئی، دونوں درسگاہوں میں حدیث شریف کے اسباق کے افتتاح کے موقع پر احقر نے حدیث، علم حدیث اور اس کی اہمیت وافادیت کے حوالے سے گفتگو کی۔

ماشاء اللہ دونوں ہی درسگاہوں کی عمارتیں سلیقہ کی ہیں، صفائی ستھرائی کا بھی عمدہ نظام نظر آیا، بنات کی درس گاہ میں عالمیت تک کی تعلیم ہو رہی ہے، جب کہ لڑکوں کی درسگاہ میں عربی پنجم تک کی تعلیم کا نظم ہے، یہ دونوں درسگاہیں جواں سال فاضل عزیز مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی کے انتظام میں مصروف کار ہیں، حق تعالی دونوں درسگاہوں کو مقبولیت عامہ سے سرفراز کرے اور انہیں دنیا وآخرت دونوں جگہ بانیان واساتذہ، محبین وبہی خواہاں کے لیے سرخ روئی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

جناب الحاج شیخ خالد البدر مراقب المشاریع جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری کویت

ومولانا محمد عامر ندوی رئیس قسم المشاریع جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری کویت

اما بعد! میں نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کو دیکھا اس کے تحت دو مدرسے چل رہے ہیں، ایک مدرسہ لڑکوں کا جس میں طلبہ قرآن کریم حفظ کرتے ہیں، دوسرا لڑکیوں کا جس میں میں نے ایسی چیز سنی اور ایسی چیز کا مشاہدہ کیا جو اپنے مدارس کے سفر کے دوران نہیں دیکھی اور وہ طالبات کا قرآن کریم کی سورۃ کا تلاوت کرنا ہے، کہ ایک طالبہ قرآن کریم کی آیات تلاوت کرتی ہے دوسری طالبہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کرتی ہے، اور تیسری اس کا اردو میں ترجمہ کرتی ہے، اور ایک طالبہ عربی میں بے جھجک طلاقت لسانی کے ساتھ تقریر کرتی ہے، اس پر میں فاضلہ بہن مدرسہ کی پرنسپل صاحبہ اور دوسری بہنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ لڑکیوں کے ساتھ ایسی محنت کر رہی ہیں، اللہ تعالی آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ برادرم فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ وہ دعوت وتبلیغ اور مسلمانوں لڑکے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

مجھے اس مرکز کی زیارت اور اس کے تعلیمی پروگرام میں شرکت کی اور لڑکیوں کے ادارے جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کو دیکھنے اور طالبات کی تعلیمی سرگرمیوں پر مطلع ہونے کا موقع ملا ہے اور اس سلسلہ میں مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی جو جدوجہد اور کوشش کر رہے ہیں، ان کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا، اس لیے میں ان کو صحیح العقیدہ اور مخلص انسان سمجھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اہل خیر حضرات اور رفاہی اداروں کے ذمہ داران کی توجہ وعنایت کے مستحق ہوں گے، اس لیے کہ وہ اپنے اس اسلامی پروگرام میں مسلمانوں کے تعاون کے محتاج ہیں، بے شک اللہ تعالی محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

الحاج منشی عبدالعفور صاحب ناظم مدرسہ انوار القرآن نعمت، سہارنپور

آج نومبر ۲۰۰۶ء کی اٹھارہ تاریخ بروز شنبہ کو بعد نماز ظہر ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' قصبہ مظفر آباد، ضلع سہارنپور (یوپی) میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، اس کے لائق وفائق مؤسس ورئیس (ناظم) ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے چیف ایڈیٹر اسم با مسمی مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، موصوف نے ''جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' کے تفصیلی احوال وکوائف زبانی اور عملی طور پر بتلائے دکھلائے، بعدہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ میں خود ہمراہ لے جا کر ہر شعبہ کا معائنہ کرایا، ہر کام میں خوش اسلوبی اور سلیقہ مندی دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوئی، المختصر یہ کہ جوان نیک بخت حضرت مفتی صاحب کی مدت قلیل کی سرگرم کاوشوں کے تعمیری، تعلیمی، تنظیمی نتائج وثمرات بطریق احسن واکمل برق رفتاری سے براہ ترقی گامزن ہیں، دونوں ہی درسگاہوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی معیاری ہو رہی ہے اللہم زد فزد، بحمد اللہ اب یہ جگہ: فصل بہار آئی ہے خوب- فصل خزاں گئی ہے دور- کا صحیح مصداق ہو رہی ہے۔

ماشاء اللہ جواں سال مفتی صاب شریف النفس، وسیع الاخلاق اور بھرپور علمی صلاحیتوں کے مالک ہیں، ایک درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ومؤلف، کئی زبانوں کے ماہر ومدرس اور جید عالم دین ہیں، اللہ رب العزت موصوف کے عزائم اخیار میں صبر وثبات پیدا فرمائے، مقاصد حسنہ اور متعلقہ مرکز نیز ادارۂ بنات کے تمام منصوبوں، تجاویز وتدابیر کی تکمیل وتوسیع کے لیے اپنے نامعلوم ذخائر سے زائد از زائد مالی مدد فرما کر حوصلوں میں وسعت

واستحکام بخشے، عمر واقبال میں باامن وعافیت برکت پر برکت فرمائے اورتا قیام قیامت ع جلوہ گر ہو روزیاں نورالٰہی کی ضیاء۔آمین

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی جنرل سکریٹری سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل

امابعد! آج مورخہ ۴؍ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴؍مارچ ۲۰۰۷ء بروز سنیچر مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد سہارنپور یوپی میں بسلسلہ تقسیم انعامات مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل وجلسہ اصلاح معاشرہ کے لئے اپنے مؤقر رفقاء کرام کے ساتھ شرکت کا موقع ملا، جلسہ ماشاءاللہ بڑا کامیاب رہا، حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی جو ماشاءاللہ بڑے خلیق اور بڑی خوبیوں کے مالک ہیں، اس کے ذمہ دار ہیں، اور انہی کے اشراف میں یہ مرکز بخوبی چل رہا ہے، بچوں اور بچیوں کے لیے الگ نظم پھر ماہنامہ نقوش اسلام پرچہ جو ماشاءاللہ معیاری اور سلیقہ سے تسلسل کے ساتھ نکلتا ہے، یہ سب ان کی اور ان کے رفقائے کرام کی بہترین کاوشیں اور محنتیں ہیں، طلبہ اور طالبات نے اپنے پروگرام بھی پیش کئے جو یقیناً اساتذہ کرام کی محنت کے بین ثبوت تھے۔

اس جنگل کو ان حضرات نے اپنی جانفشانی سے یقیناً منگل کردیا ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس مدرسہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اس سرزمین کو بقعۂ نور بنادے، یہاں سے دور دور تک اس کی روشنی پھیلے اور اطراف واکناف ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں اس کے آثار نمایاں ہوں، اور ہر طرح کے شر وفتن سے محفوظ رکھے، اور مخلصین کی خدمات کو قبول فرمائے۔آمین

مخلصانہ اپیل

ملت کے اصحاب خیر دردمند حضرات سے گذارش ہے کہ مرکز کی مذکورہ بالا تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فوری طور پر ایک خطیر رقم کی ضرورت ہے، اس لیے آپ حضرات سے مرکز اور اس کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات وغیرہ کو اپنے خصوصی وعمومی ہر طرح کے تعاون سے نواز کر مرکز کی تعمیری وترقی اور اسلامی فکر کی نشر واشاعت اور قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ میں حصہ لیں اور دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوں۔

امید ہے کہ آپ ہر طرح کا تعاون فرمائیں گے اور ادارہ کے ماہانہ یا سالانہ ممبر بن کر حسب استطاعت امداد فرمائیں گے، اللہ تعالی معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا وآخرت میں سرخروئی وکامیابی عطا فرمائے۔

الداعی المخلص

محمد مسعود عزیزی ندوی ناظم مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور، ۲۴۷۱۲۹-یوپی (الہند)

فون: 0132-2775452 فیکس 0132-2647149

Email. masood_azizi@rediffmail.com

تبصرے

نئی کتابوں پر تبصرہ

محمد مسعود عزیزی ندوی

نام کتاب: ہندو دھرم، فرقے، تنظیمیں اور اداروں کا تعارف

تصنیف: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی (آچاریہ بی، ایچ، یو)

صفحات: ۲۰۸

قیمت: ۵۰/روپے

ناشر: مکتبہ پیام امن ندوہ روڈ ڈالی گنج لکھنؤ ۲۰

یہ کتاب جس عالم دین نے تیار کی ہے، اللہ تعالی نے ان کو ہندی، سنسکرت، اردو وعربی کے اندر مہارت عطا فرمائی ہے، دین کی دعوت کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، تقریباً ۱۵/کتابیں ان کے قلم سے نکل کر منصۂ شہود پر آچکی ہیں، جن میں بعض مستقل تصانیف ہیں، بعض ان کے دعوتی وفکری مضامین کا مجموعہ ہے، بعض اردو سے ہندی میں ترجمہ کی ہوئی ہیں، یہ عالم دین جناب مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صدر جمعیت پیام امن لکھنؤ کی شخصیت ہے، جو مختلف اداروں کے سربراہ اور ذمہ دار ہیں، زیر تبصرہ کتاب ''ہندو دھرم فرقے تنظیمیں اور اداروں کا تعارف'' ان کے قلم سے نکلی ہوئی اپنے موضوع پر ایک شاہکار کتاب ہے، جس کو انہوں نے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے، مثلاً حصہ اول ''ہندو مذہب کا اجمالی مطالعہ'' حصہ دوم ''ہندوستان کی تاریخ وتہذیب'' حصہ سوم اور اس میں دو فصلیں ہیں: فصل اول ''ہندو دھرم کا تعارف'' فصل دوم ''ہندو مذہبی کتب کا مختصر تعارف'' حصہ چہارم جس میں پانچ فصلیں ہیں: فصل اول ''ہندو دھرم کے فرقوں اور تنظیموں کا تعارف''، فصل دوم'' شیوسینا کا تعارف''، فصل سوم ''ہندتو کی تنظیمیں اور اداروں کا تعارف''، فصل چہارم ''سکھ مت کا تعارف''، جین دھرم کا تعارف''، فصل پنجم میں ''بدھ مذہب کا مختصر تعارف'' ان اجمالی موضوعات سے کتاب کی اہمیت وافادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، چونکہ مصنف کو اللہ تعالی نے سنسکرت اور ہندی زبان کو سمجھنے کی بھی لیاقت دی ہے، اس لیے انہوں نے ہندومت اور ہندوؤں کی اصل مراجع کی کتابوں سے براہ راست استفادہ کیا ہے، اور پھر جو کچھ انہوں نے سمجھا اس کو اس کتاب میں پیش کیا ہے، اس طرح یہ کتاب ایک جامع اور اہم کتاب ہے جس سے ہندو دھرم اور اس کی تنظیموں اور افکار کو سمجھنے میں خاصی مدد ملے گی اور دعوت کا کام کرنے والوں کو اور تقابلی مطالعہ کا ذوق رکھنے والوں کو اس میں اچھا مواد ملے گا اور ان کو خاطر خواہ فائدہ ہوگا اللہ تعالی اس کتاب کو دین صحیح کی طرف رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور لوگوں کی ہدایت کا وسیلہ بنائے۔

نام کتاب: تذکرہ عبدالقدوس

مرتب: مفتی دبیر عالم قاسمی

صفحات: ۱۷۲

قیمت: درج نہیں

ناشر: قاری عبدالحق دیوان، لاجپور، سورت (گجرات)

زیر تبصرہ کتاب حضرت مولانا عبدالقدوس دیوان صاحب لاجپوری (خلیفہ اجل حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مجددی، نقشبندی جے پوری) کے حالات زندگی، ان کی سوانح حیات اور ان کی وفات پر بزرگوں کے تعزیت نامے اور تأثرات پر مشتمل مضامین کا گلدستہ ہے، جس سرزمین سے حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب دیوان کا تعلق ہے، اس کو قریۃ الصالحین کہا جاسکتا ہے، چونکہ یہ سرزمین قصبہ لاجپور علماء، صلحاء، اتقیاء، مصنفین، محققین کا مولد ومسکن ہے، قریب کے زمانہ میں اس بستی میں مفتی گجرات فقیہ نفس حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری صاحب فتاوی رحیمیہ، پیدا ہوئے، اس بستی کے فخر کے لیے یہی کافی ہے، یہاں کے قدسی صفات علماء میں حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب دیوان بھی ہیں، جن کا تذکرہ جناب مولانا مفتی دبیر عالم صاحب قاسمی استاذ جامعۃ القراءات کفلیتہ نے مرتب فرمایا ہے، مفتی صاحب موصوف نے اس میں مختلف علماء کے مضامین کو یکجا جمع کردیا ہے۔

مثلاً چند اصحاب مضامین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں، مولانا بشیر احمد دیوان صاحب نیوزلینڈ، مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری ڈیوزبری، مولانا عبدالحی سیدات صاحب لاجپوری، مولانا منور حسین صاحب سورتی امام بالہم مسجد لندن، مفتی رشید احمد صاحب لاجپوری ناظم تعلیمات جامعۃ القراءات کفلیتہ، مفتی دبیر عالم صاحب قاسمی، مولانا عبدالرحیم دیوان لاجپوری مقیم لسٹر برطانیہ، ان کے علاوہ اور لوگوں کے تأثرات بھی ہے، اس کے بعد تعزیت ناموں کا سلسلہ ہے غرضیکہ یہ ایک اچھا عمل ہے، جو مفتی دبیر صاحب نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے انجام دیا، جس سے حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب کا اچھا سراپا اس کتاب میں آگیا ہے، امید ہے کہ جس مقصد کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے اس میں یہ کارگر ثابت ہوگی، اللہ تعالی مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

قصبہ رائے پور ضلع سہارنپور کا مشہور تعلیمی وتربیتی ادارہ

مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور، ضلع سہارنپور کا ایک نہایت مشہور ادارہ ہے، جو تقریباً ایک صدی سے مسلسل دینی خدمات میں مصروف ہے، اس وقت اس میں حفظ قرآن شریف وناظرہ کے ساتھ مشکوۃ شریف تک عربی کی تعلیم ہورہی ہے، یہ ادارہ چھ سو طلبہ کی کفالت کررہا ہے، اہل خیر حضرات اس ادارہ کا بھرپور تعاون فرمائیں، اللہ تعالی معاونین کو دونوں جہان کی کامیابی اور سرخ روئی عطا فرمائے۔

ترسیل زر کا پتہ : مولانا محمد عباس مظاہری
ناظم مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور، ضلع سہارنپور،
فون نمبر: 0132-2774261

مخلصانہ اپیل

جامعہ مصباح العلوم قصبہ مظفرآباد، ضلع سہارنپور ایک دینی، دعوتی اور تربیتی ادارہ ہے، جو حضرت الحاج مولانا سید مکرم حسین صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کی زیر سرپرستی چل رہا ہے اور جس کو علماء حق واہل اللہ کی تائید وحمایت اور نگرانی کی زریں سعادت حاصل ہے، جامعہ ہذا میں علوم اسلامیہ، قرآن پاک حفظ وناظرہ، تجوید وقرأت اور عربی وفارسی، اردو ہندی، حساب، جغرافیہ اور علوم عصریہ بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

جامعہ ہذا میں طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد تعلیم وتربیت میں مشغول ہے، اس سال کے مصارف کا تخمینہ تقریباً بارہ لاکھ روپئے ہے۔

اس لیے دردمند حضرات سے درخواست ہے کہ اس مدرسہ کا خاص طور سے خیال رکھیں، اور اپنے ہر طرح کے صدقات وعطیات سے مدرسہ کا تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ترسیل زر کا پتہ : محمد عباس غفرلہ مہتمم مدرسہ ہذا
جامعہ مصباح العلوم قصبہ مظفرآباد، ضلع سہارنپور (یوپی)

دینی تعلیمی خدمات میں مصروف

ہریانہ پنجاب، ہماچل کا قابل قدر ادارہ

جامعہ اسلامیہ بیت العلوم پپلی مزرعہ، ایک اعلی دینی تعلیمی ادراہ ہے جس میں قرآں کریم تجوید کے ساتھ پڑھانے کا معقول نظم ہے، عربی تعلیم مشکوۃ شریف تک ہورہی ہے، اس کے تحت چلنے والے ادارہ جامعہ ام المومنین خدیجہ للبنات میں دینی وعصری تعلیم کے ساتھ بخاری شریف تک کی تعلیم دی جارہی ہے، جامعہ میں ٹیکنیکل سنٹر بھی قائم ہے، جس میں مختلف صنعت وحرفت ودستکاری کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

طلبہ اور طالبات کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے، اس لیے اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ اس کا ہر طرح کا تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ترسیل زر کا پتہ : مولانا محمد الیاس مفتاحی قاسمی
مہتمم جامعہ اسلامیہ بیت العلوم پپلی مزرعہ، ضلع یمنانگر، ہریانہ
فون نمبر: 01735-283926/283917

رائے بریلی کا ممتاز تعلیمی وتربیتی ادارہ

مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی کا ایک اعلی تعلیمی ادارہ ہے، جس میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے نصاب کے مطابق عالیہ ثانیہ (عربی ششم) تک تعلیم کا معقول بندوبست ہے، اپنی منفرد خوبیوں اور اعلی تعلیمی وتربیتی نظام کی بنا پر یہ ادارہ ندوۃ العلماء کی ممتاز ترین شاخوں میں شمار ہوتا ہے، اس وقت اس ادارہ میں پانچ سو طلبہ زیر تعلیم ہیں، مخیرّین حضرات سے امید کی جاتی ہے کہ رمضان کے مبارک موقع پر اپنے گراں قدر عطیات سے ادارہ کا بھرپور تعاون فرمائیں گے۔

ترسیل زر کا پتہ

ناظم مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور، رائے بریلی (یوپی)

حالات حاضرہ

عالمی خبریں News World

حافظ عبدالستار عزیزی

غیر مسلم خاتون کے ذریعہ قرآن مجید کا ڈنیش زبان میں ترجمہ

ڈنمارک - ایک غیر مسلم خاتون ایلن وولف نے تین برس کی مسلسل محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا ڈنیش زبان میں ترجمہ کیا ہے، جس کو کوپن ہینگن یونیورسٹی ڈنمارک نے مقامی پبلی کیشنگ کمیٹی کے تعاون سے شائع کیا ہے، یہ ۵۴۴ رصفحات پر مشتمل ہے، مگر اس کے ساتھ قرآنی متن شامل نہیں ہے، کیونکہ ان کے خیال میں اس سے مفہوم قرآنی سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوگی، ترجمے کی اشاعت کا مقصد ڈنیش زبان جاننے والوں کو قرآن کے پیغام سے واقف کرانا ہے، اس کی رسم اجراء کی تقریب میں ڈنمارک کے معروف اہل علم کی ''المجلس الاعلیٰ'' کے صدر موجود تھے۔

جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات مظفرآباد میں بخاری شریف کا ختم

۱۲رشعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۶راگست بروز اتوار صبح دس بجے جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں شیخ الحدیث مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نے بخاری شریف کا ختم کرایا اور بخاری شریف کی آخری حدیث پر کلام کیا، درس حدیث میں جامعہ کی تمام طالبات اور معلمات موجود تھیں، پھر اخیر میں دعا ہوئی جس میں پوری ملت اسلامیہ کے لیے دعاء کا اہتمام کیا گیا۔

مرکز کے دونوں اداروں میں سالانہ امتحان اور چھٹی

جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ او رجامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں ۱۳رشعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۷راگست سے ۲۰رشعبان مطابق ۳رستمبر ۲۰۰۷ء تک امتحان ہوئے، تمام طلبہ وطالبات نے بحسن وخوبی امتحانات دئے اوران دونوں اداروں میں ۲۰رشعبان سے ۸رشوال تک چھٹی رہے گی، ان شاء اللہ ۸رشوال سے دونوں اداورں میں داخلے شروع ہوجائیں گے۔

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ میں مسابقہ قرأت

۱۵راگست ۲۰۰۷ء بروز بدھ مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر میں سالانہ داخلی مسابقہ منعقد کیا گیا، مسابقہ کل پانچ فروع پر مشتمل رہا، تین فروع قرآن کریم سے متعلق تھیں جب کہ چوتھی وپانچویں فرع کا تعلق اردو وعربی تقاریر سے تھا، اس طرح مدرسہ ہذا کے طلبہ نے سہ رخی مقابلہ میں حصہ لیا، حسب معمول اول، دوم اورسوم پوزیشن لانے والے طلبہ کو انعامات تقسیم کئے گئے، پروگرام کا آغاز قاری محمد اشرف صاحب مدرس مدرسہ ہذا کی تلاوت سے ہوا، عارف باللہ حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری دامت برکاتہم کی دعائیہ کلمات پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

وفیات

❁ ۱۲رجولائی ۲۰۰۷ء بروز جمعرات کو مدرسہ اسلامیہ قرآنیہ فیض العلوم بوڑیہ، جمنانگر، ہریانہ کے استاذ وصدر مفتی جناب مولانا مفتی عبدالغفور صاحب قاسمی اللہ کو پیارے ہوگئے، مفتی صاحب بہت دیندار، نیک طبیعت، خوش اخلاق، اورایک لائق استاذ، مفتی ومربی تھے، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

❁ ۲۸رجولائی کی شام کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سابق استاذ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب طویل علالت کے بعد اپنے وطن سلطان پور میں انتقال فرماگئے، ان کی نماز جنازہ حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب نے پڑھائی اوران کے آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

❁ ۳راگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ کو جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا اصغر علی صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا، مرحومہ نیک وصالح خاتون اوراچھی خوبیوں کی مالک تھیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماکر درجات کو بلند فرمائے۔

❁ دارالعلوم وقف دیوبند کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نعیم صاحب کا طویل علالت کے بعد شکاگو (امریکہ) میں ۹۰ربرس کی عمر میں انتقال ہوگیا ہے، مرحوم نے بیس سال تک وقف دارالعلوم میں بخاری شریف کا درس دیا، جب کہ پچھلے ۴ربرسوں سے امریکی شہر شکاگو کے ایک اسلامی مدرسہ میں بخاری شریف کا درس دے رہے تھے، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔

❁ ۱۶راگست بروز جمعرات دارالعلوم دیوبند کے شعبہ قرأت کے استاذ جناب مولانا قاری عبدالرؤف صاحب کے صاحبزادے محمد حمزہ سلمہ جن کی عمر تقریباً ۱۵رسال کی تھی، اچانک ایک حادثے میں انتقال کرگئے، اللہ ان کو ان کے والدین کے لئے توشۂ آخرت بنائے اوروالدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کو نعم البدل عطا فرمائے۔